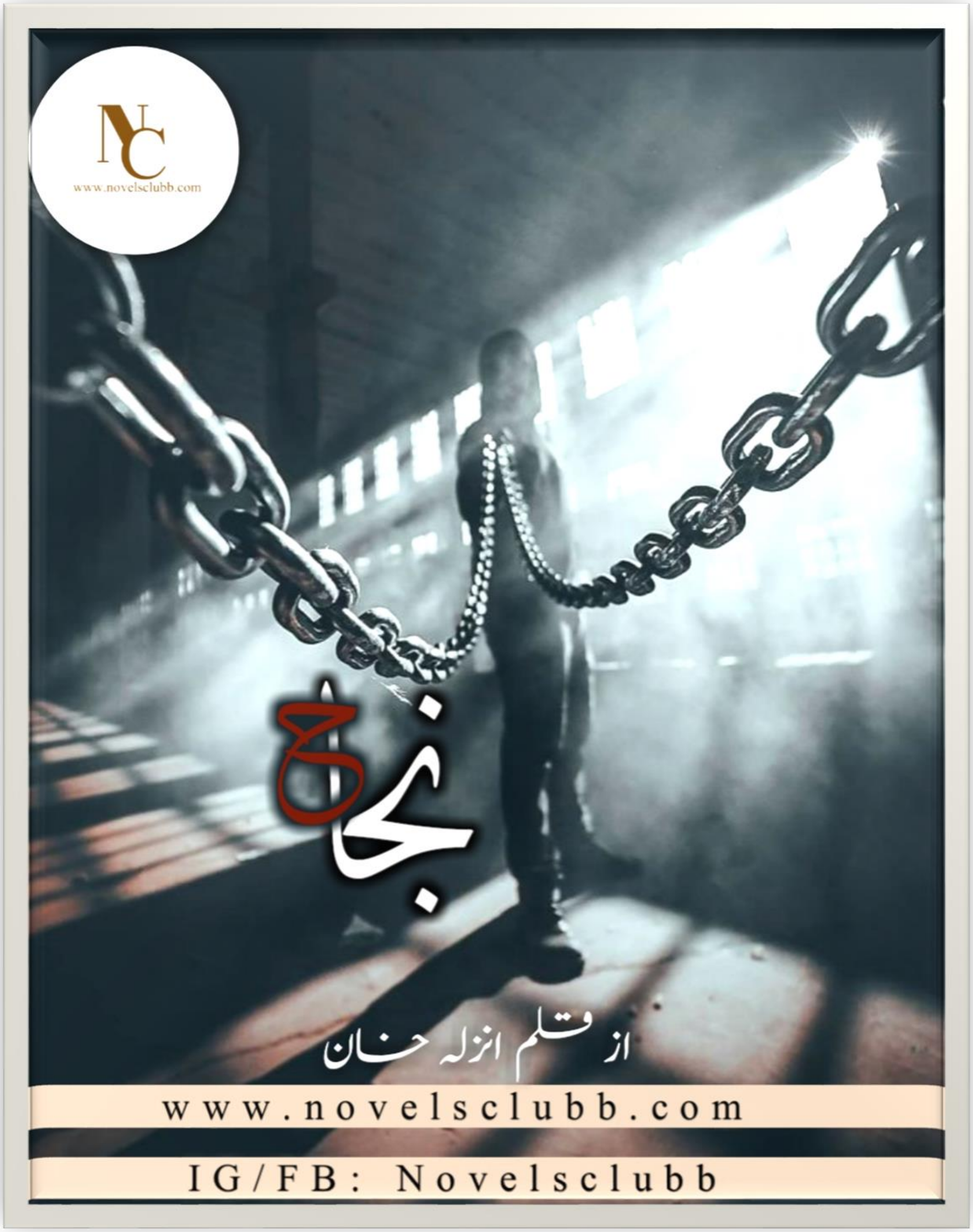
www.novelsclubb.com
نجاح
از قلم انزلہ حنان
www.novelsclubb.com
IG/FB: Novelsclubb

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

نجاح

از قلم

انزلہ خان

www.novelsclubb.com

بابِ سوم

وار !

قاتل کیے جا رہا

ہے وار پہ وار

اس بات نے لوگوں

پر پھیلا دیا ہے

خوف و ہراس

الجھی پڑی ہے گتھیوں

میں کئی لوگوں

کی داستان !

سلجھ نا پا رہا

ہے اس موت کے

کھیل کا راز !

کیا چلتا رہے گا

یونہی اس کھیل کا راج

یا مل جائے گی

اس قاتل کو مات !

www.novelsclubb.com

کراچی جیسے مصروف ترین شہر میں اس وقت ہر ایک سڑک پر بہت سی گاڑیاں ڈورتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ سورج کی نرم گرم کرنیں گلاس ونڈو کو چیرتی ہوئی

سیدھا اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ لیکن وہ اس چیز کو نظر انداز کیے مسلسل گھبراہٹ کے مارے ہل رہی تھی۔ چہرہ پورا اسٹولر سے لپٹا ہوا تھا جو اس بات کی نشاندھی کر رہا تھا کہ وہ اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش میں لگی ہے۔

ہاتھوں کی انگلیاں مسلسل خوف کے مارے حرکت میں تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ڈرائیور وقفے وقفے سے اپنی گردن موڑ کر پیچھے بیٹھی اپنی میڈم کو عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میڈم کچھ ہوا ہے کیا؟" بلآخر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ڈرائیور نے پوچھ ہی لیا۔

ڈرائیور کی آواز پر پیچھے بیٹھی حمنہ بری طرح چونکی۔

"نہ۔۔ نہیں کچھ نہیں ہوا! تت۔۔ تم ذرہ تیز گاڑڑ۔۔۔ گاڑی چلاؤ!" اپنی گھبراہٹ پر بامشکل قابو پاتے ہوئے حمنہ ٹھہر ٹھہر کر بولی۔ ڈرائیور نے بیک ویو مرر سے ایک پل کو حمنہ کو بڑے غور سے دیکھا پھر سر ہلاتا ہوا اپنی ساری توجہ ڈرائیونگ کی طرف کر دی۔

پیچھے بیٹھی حمنہ وقفے وقفے سے گاڑی سے باہر نظر ڈال رہی تھی اور بار بار چہرے کے گرد لپٹے اسٹولر کو ٹھیک کر رہی تھی۔

اس وقت وہ خاصی ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔ سردیوں کی شروعات تھی لیکن اس کی حالت ایسی تھی جیسے کسی نے تپتی دھوپ میں لا کھڑا کیا ہوا سے۔

کچھ ہی وقت بعد گاڑی ایک بڑے سے بنگلے کے سامنے رکی تو حمنہ تیزی سے دروازہ کھولتی ہوئی گھر کے اندر کی طرف بھاگی۔ بنا پیچھے مڑے وہ بس بھاگی جا رہی تھی شاید اس ڈر سے کے اگر وہ ایک لمحے بھی رکی اور پیچھے مڑ کر دیکھ لیا تو پھر وہ زندہ نہیں بچ پائے گی۔

www.novelsclubb.com

لان میں کھڑے ملازم اسے بڑی عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

وہ سیدھی اپنے گھر میں داخل ہوئی اور اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ دور سے آتی ہوئی اس کی ماں جو اسے دیکھ کر ابھی اسے پکارنے ہی لگی تھی لیکن حمنہ کو تیزی سے اوپر کی طرف بڑھتے دیکھ انہیں شدید جھٹکا لگا۔

حمنہ بالکل ایسی نہیں تھی! وہ تو سب سے پہلے گھر آکر ان کا پیار لیتی تھی تو پھر آج کیا ہوا تھا؟

حمنہ بنا ان پر نظر ڈالے اوپر بڑھ چکی تھی۔ اسے اس وقت کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔

موت کا ڈر اس پر اس قدر حاوی ہو چکا تھا کہ وہ اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو کھو بیٹھی تھی۔

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے پھرتی سے دروازے کو لاک کیا پھر تیزی سے آگے بڑھ کر کمرے میں موجود کھڑکیوں کو بند کر ڈالا۔

کھڑکی پرڈلے کاٹنز کو برابر کرتی وہ کمرے کی تمام بتیوں کو بند کرتی ایک کونے میں آ بیٹھی تھی۔

گھٹنوں کو سینے سے لگائے اب اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔دھیرے دھیرے کمرے کی خاموشی میں اس کی سسکیاں گونجنا شروع ہوئی تھیں جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جارہی تھیں۔

چہرہ پورا پسینے سے شرابور تھا جبکہ وہ مستقل ملتے ہوئے اپنے پیروں کو سہلا رہی تھی
۔

www.novelsclubb.com

"لٹل گرل کہاں ہو!" اچانک ہی اس کے کان کے قریب سرگوشی سی ابھری تھی ۔حمنہ ڈر کر پیچھے ہوئی تھی لیکن وہاں کوئی نا تھا۔

"ڈاکٹر حمنہ! جانتی ہو سکون کا دوسرا نام کیا ہے؟ موت!" اچانک ہی حمنہ کو اپنے چاروں اطراف سے یہ آواز ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ قاتل اس کے سامنے ہی اس کے بہت قریب ہے۔

"سوچ رہا ہوں تمھیں سکون دے دوں! تمھیں موت دے دوں!" یک دم یہ جملہ سنتے ہی اسے اپنے آس پاس قہقہے سنائی دیے تھے۔اس لگ رہا تھا کہ کمرے کی ہر شے اس پر ہنس رہی ہے اسے موت کی دعوت دے رہی ہے۔وہ قہقہے اس کی بے بسی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اس نے بے اختیاری طور پر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔ نہیں!! مجھے نہیں مرنا پلیز چپ کر جاؤ!" وہ پوری قوت سے چلائی اور اپنے چہرے کو گھٹنوں میں چھپا دیا۔ یکدم ہی کمرے میں ایک پل کو خاموشی سی چھا گئی تھی۔ وہ قہقہوں کی آوازیں کہیں دور جا سوئی تھیں۔ کچھ پل بعد حمنہ نے اپنی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھا کر پورے کمرے کو دیکھا تھا۔

کمرے کی ہر ایک شہ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آنکھیں اور چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا۔ کسی احساس کے تحت حمنہ نے سفید کوٹ میں ہاتھ ڈال کر اپنا موبائل نکالا۔

کال ہسٹری میں جا کر اس نے ایک نمبر پر کلک کیا تھا اگلے ہی پل اسکرین پر بڑا بڑا ڈاکٹر مئیصہ لکھا جگمگانے لگا۔

ایک بار دو بار تین بار وہ نا جانے کتنی ہی بار مئیصہ کا نمبر ملا رہی تھی لیکن آگے سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

"مئیصہ پلیز فون اٹھاؤ!"حمنہ کان سے فون لگائے ہارے ہوئے لہجے میں بولی۔

لیکن سامنے سے مئیصہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

حمنہ نے اس بار جھنجھلا کر اپنا فون دور پھینکا تھا اسے ڈر تھا اپنے مر جانے کا!

صبور کی طرح بے دردی سے مرنے کا!

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اور نا ہی کوئی راستہ دکھائی دے رہا تھا۔

حمنہ نے بے بسی سے اپنا سر دیوار سے ٹکایا تھا۔کمرے میں موجود اندھیرے میں

ڈوبی ہر شہ کو حمنہ کی حالت پر ترس آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کرسی کی پشت سے کمر ٹکائے وہ مسلسل اپنی انگلیوں سے ٹیبل بجا رہی تھی۔مئیصہ تھوڑی دیر پہلے راؤنڈ لگانے کا کہہ کر گئی تھی اور ابھی تک نا لوٹی تھی

'نا جانے کون سے مریض کے پاس بیٹھ گئی ہے۔'

ٹیبل کو مسلسل بجاتے ہوئے ماہیر نے دل ہی دل میں سوچا۔

پھر سر جھٹکتی اپنے بیگ سے ایک واٹر بوتل نکالی جس میں غالباً وہ اپنا پسندیدہ اسٹوبیری شیک بنا کر لائی تھی۔

ابھی وہ اپنے پسندیدہ اسٹوبیری شیک سے لطف اندوز ہو رہی تھی کہ دروازہ کھولتی مئیصہ کمرے میں داخل ہوئی۔

ہاتھوں میں سٹیتھوسکوپ پکڑ رکھا تھا جبکہ چہرہ ضبط کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

بنا ماہیر پر نظر ڈالے وہ اپنی کرسی تک پہنچی پھر غصے سے سٹیتھوسکوپ کو ٹیبل پر پھٹکنے والے انداز سے رکھتے ہوئے ہاتھوں کی مدد سے اپنے کھلے بالوں کو پونی کی شکل میں باندھنے لگی۔

"خیریت؟سب ٹھیک ہے نا!" ماہیر جو مسلسل اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی پوچھ بیٹھی۔

مئیصہ نے پونی کو آخری بل دیتے ہوئے ماہیر کو دیکھا۔اس کی شہد رنگ آنکھوں میں غصہ ہی غصہ بھرا تھا۔

"کیا خیریت یار ایک مریض آیا ہے جو بہت ہی عجیب ہے!" کرسی کو دھکیل کر اب وہ کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو یہ کون سی عجیب بات ہے ہفتے میں ایک دو مریض تو ایسے آتے ہی ہیں۔" ماہیر نے کندھے آچکائے۔

"لیکن وہ کچھ زیادہ ہی عجیب ہے چوٹ اس کے ہاتھ پر لگی ہے لیکن باتیں ایسی کر رہا ہے جیسے چوٹ اسکے دماغ پر لگی ہو سنکی !" ماہیر کے کندھے اچکانے پر وہ تپ ہی گئی ۔ماہیر کے ہونٹ گول ہو کر اوپر کی جانب اٹھے۔

www.novelsclubb.com

"ایسا بھی کیا کہہ دیا اس نے کہی یہ تو نہیں کہہ رہا کہ ڈاکٹر مئیصہ میں پہلی ہی نظر میں آپ کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہوں آپ کی یہ شہد رنگ آنکھیں میرے دل میں

سما گئی ہیں۔۔۔" اس سے آگے ماہیر آگے بات جاری رکھتی مئیصہ نے پیپر ویٹ اٹھا کر اسے دے مارا جیسے اس نے باآسانی پکڑ لیا۔

"اپنی بکواس بند رکھو ماہی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا!" مئیصہ نے خون خوار نظروں سے اسے گھورا۔ ماہی ماہیر کا پیار کا نام تھا جو زیادہ تر اسے مئیصہ ہی بلایا کرتی تھی۔

ٹھیک اسی پل کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی مئیصہ سیدھی ہو بیٹھی اور باہر کھڑے انسان کو اندر آنے کی اجازت دی۔

دروازہ کھولتی ان کی ایک جونیئر ڈاکٹر اندر آئی۔

www.novelsclubb.com

"ڈاکٹر مئیصہ آج جو نیا مریض آیا ہے جس کا علاج آپ کر رہی ہیں وہ درد سے اپنے کمرے میں بیٹھے چیخ رہے ہیں میں نے پوچھا تو کہنے لگے ڈاکٹر یعنی کے آپ نے ان کے ہاتھ پر اتنی زور سے مارا ہے کہ ان کے زخم میں درد پھر سے اٹھنے لگا ہے اب وہ پین کلر مانگ رہے ہیں آپ ذرہ دیکھ لیں آکر۔"

جونئیر ڈاکٹر کہہ کر جا چکی تھی جبکہ مئیصہ نے بروقت اپنا سر پکڑا تھا ماہیر نے اسے مزے سے دیکھا تھا۔

"کیا یہ وہی مریض ہے سنکی؟" ماہیر نے اپنی مسکراہٹ پر بامشکل قابو پاتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔ مئیصہ نے ماہیر کے سوال پر اپنا ہاتھوں میں گرا سر اٹھا کر اسے غصے سے گھورا پھر بنا جواب دیے کمرے سے چلی گئی۔ پیچھے ماہیر بھی جلدی سے کھڑی ہوئی تھی۔

"میں بھی تو دیکھوں آخر یہ سنکی ہے کون!" اپنے اندر ہی اندر بڑبڑا کر وہ بھی مئیصہ کے پیچھے لپکی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر عرشمان پر پڑی جو درد کی شدت کی وجہ سے اپنا ہاتھ پکڑے بار بار اپنا پہلو بدل رہا تھا۔اسے واقعی درد ہو رہا تھا۔اس کے بازوں میں بندھی پٹی سرخ رنگ کی ہو چکی تھی۔

یک دم ہی مئیصہ کو ڈھیروں شرمندگی نے آگھیرا۔وہ اپنی وجہ سے اپنے ہی مریض کو تکلیف پہنچا چکی تھی۔

ایسی تو نا تھی وہ نا جانے غصے میں کیا ہو گیا تھا اسے۔

گہرا سانس لے کر اس نے اپنے غصے کو کم کرنا چاہا پھر تیزی سے عرشمان کی طرف بڑھی۔

ابھی وہ اپنے ہاتھ میں اٹھتے درد کو برداشت کر ہی رہا تھا کہ اسے وہی ڈاکٹر پھر سے آتی ہوئی دیکھائی دی جو کہ اب اس کی طرف ہی بڑھ رہی تھی اور نظریں اس کے زخم پر تھیں۔

مئیصہ آگے بڑھ کر عرشمان کا زخم دیکھتی کہ عرشمان اچانک بیڈ سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"پلیز میرے ہاتھ کو آپ اب ہاتھ نا لگائیں اللہ کر کے بچ گیا ہے کیا اب آپ اسے پورا ضائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟"مئیصہ کے آبرو اوپر کو اٹھے کیا عجیب شخص تھا!

"پہلے یہ بتائیں کے واقعی آپ کے چوٹ ہاتھ پر لگی ہے نا؟ کیونکہ مجھے شک ہے کہ چوٹ سیدھا آپ کے دماغ پر لگی ہے میرا خیال ہے ٹیسٹ کروانے پڑیں گے آپ کے۔"مئیصہ نے اپنی شہد رنگ آنکھیں اس پر گاڑتے ہوئے کہا۔

عرشمان دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اکڑ کر کھڑا ہوا۔

"معذرت لیکن چوٹ میرے ہاتھ پر ہی لگی ہے لیکن وہ کیا ہے نا مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ہوتا ہے ڈاکٹر!"واہ کیا انداز تھا۔

"اور اب آپ کسی اور ڈاکٹر کو بلائیں مجھے آپ سے اپنا علاج نہیں کروانا کہی یہ نا ہو میرا یہ زخمی ہاتھ بالکل ہی ناکارا ہو جائے۔"مئیصہ نے اسے عجیب کہا تھا بالکل ٹھیک

کہا تھا وہ عجیب ہی تھا۔اسی وقت ہی کمرے کا دروازہ ایک مختصر آواز سے کھلا اور ماہیر اندر داخل ہوئی۔سامنے مریض کو دیکھ کر ماہیر حیرت کا شکار ہوئی

عرشمان نے مئیصہ کے پیچھے سے آتی ہوئی ڈاکٹر کو دیکھا۔ایک لمحے کو وہ بھی حیران ہوا اور پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔مئیصہ بھی آنے والے کو دیکھنے کے لیے پلٹی اور سامنے ماہیر کو دیکھ جیسے اس کی بس ہوئی تھی۔

"ماہیر پلیز اسے دیکھ لو مجھے ذرہ ایک ضروری کام ہے میں نکلتی ہوں!"مئیصہ نے ماہیر کو دیکھا ماہیر نے حیرت پر قابو پاتے ہوئے سر کو ہلکا سا ہلا کر مئیصہ کو جانے کا کہا

۔

مئیصہ نے ایک نظر عرشمان پر ڈالی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ابھی اس نے اپنا ہاتھ دروازے کی ناب پر رکھا ہی تھا کہ عرشمان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی

۔

"شکر ہے ڈاکٹر آپ آگئی ہیں آپ شکل سے سلجھی ہوئی اور سمجھ دار لگتی ہیں اب مجھے اپنے ہاتھ کا کوئی ڈر نہیں۔"مئیصہ کی پیٹھ کو دیکھتے ہوئے اس نے ماہیر سے کہا تو جواب میں ماہیر مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔

مئیصہ نے غصے سے دروازہ کھولا اور دھڑ سے بند کرتی ہوئی چلی گئی پیچھے اس کے اتنے تیز دروازہ بند کرنے سے عرشمان کے لبوں پر نا چاہتے ہوئے بھی گہری مسکراہٹ ابھری۔

تیز چلتی ہواؤں میں ہلکی ہلکی دھوپ ہر ایک کے جسم کو راحت بخش رہی تھی۔

مئیصہ ایک بینچ پر بیٹھی سامنے کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اس وقت جہاں موجود تھی وہ کوئی پارک تھا ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔آس پاس فاصلوں سے بینچ لگی تھیں جن پر لوگ بیٹھے موسم کو انجوائے کر رہے تھے۔

کوئی یہاں شام کے وقت واک پر آیا تھا۔تو جگہ جگہ بچے کھیلتے ہوئے نظر آتے تھے ۔وہ جگہ کافی پر سکون تھی۔یہاں آتے ہی اس کے اندر تک سکون اتر سا گیا تھا۔

اس نے ایک نظر ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھا پھر ہاتھ پہلوں میں گرایا ہی تھا کہ اسے سامنے سے ارسل آتا ہوا دیکھائی دیا۔

وہ فوراً سے کھڑی ہو گئی۔

"سوری تھوڑی دیر ہو گئی اصل میں آپ کو تو پتا ہے کہ کراچی میں کتنا ٹریفک ہوتا ہے!"ارسل تھوڑا شرمندہ نظر آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں کوئی بات نہیں میں سمجھ سکتی ہوں آخر کو میں بھی کراچی کی ہی شہری ہوں۔"مئیصہ نے بات کو مذاق کا رخ دیا۔

پھر دونوں تھوڑے فاصلے سے بینچ پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے یہ ہی جگہ کیوں چنی بات کرنے کے لیے!"ارسل نے اپنی نظریں سامنے کھیلتے بچوں پر ٹکا دی۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ شاید اس سے اچھی جگہ نہیں ہو سکتی تھی ہمارے بات کرنے کی!

ریسٹورنٹ اور کیفے میں کوئی بھی ہمیں دیکھ سکتا تھا اور کیا پتا وہ قاتل ہم پر نظر رکھے

ہواس لیے یہ جگہ بالکل پرفیکٹ ہے!"مئیصہ کی نظریں سامنے لگے گھنے درخت پر ٹکی تھی۔

"آئی ایم امپریسڈ!"ارسل واقعی متاثر ہوا تھا۔

عرشمان بیڈ پر آرام دہ حالت میں بیٹھا تھا جبکہ ماہیر اس کے پھر سے بینڈج کر رہی تھی۔وقفے وقفے سے عرشمان پر بھی نظر ڈال رہی تھی جو بے نیاز بنا بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خیریت تم یہاں کیسے ؟"ماہیر نے روئی سے زخم صاف کرتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔

"ایک زخمی انسان اسپتال میں کیا کرنے آسکتا ہے؟ ظاہر سی بات ہے پکنگ منانے سے تو آنے سے رہا علاج کروانے ہی آئے گا نا؟"اس نے ماہیر کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو دماغ تو ٹھکانے پر ہے نا بی بی!

ماہیر اس کے جواب پر بالکل ہولے سے مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"تم ابھی تک نہیں بدلے عرشمان!"وہ حیرت کا شکار تو بالکل بھی نا ہوئی تھی کیونکہ وہ جس عرشمان کو جانتی تھی وہ بالکل ٹھیک ایسا ہی تو تھا۔

"بدل کر کیا کرنا ہے میں نے بھلا!" جواباً اُس نے کندھے آچکا کر پوچھا۔ ماہیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"اتنے وقت بعد تم سے ملاقات ہوئی ہے تم اور ہینڈسم ہو گئے ہو! خوشی ہوئی تم سے مل کر!" اب وہ سفید پٹی اس کے بازوں میں لپیٹ رہی تھی۔ عرشمان نے ایک نظر اپنے زخمی ہاتھ کو دیکھا اور پھر ماہیر کو۔

"مجھے بھی خوشی ہوئی لیکن میں تمھاری تعریف بالکل نہیں کرنے والا ماہی کیونکہ تم اب بھی بالکل ویسی کی ویسی ہی ہو مجھ سے کم خوبصورت!" ماہیر کو جہاں اس کی بات پر ہنسی آئی تو دوسری طرف دل کیا مئیصہ کی طرح ہی اس کے زخم پر دے مارے۔

"مئیصہ بالکل ٹھیک کہتی ہے تمھیں۔۔" بینڈج مکمل ہو چکی تھی ماہیر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"کیا کہتی ہے؟" عرشمان یک دم ہی سیدھا ہو بیٹھا پھر بے اختیار ہی بے تابی سے پوچھ بیٹھا۔

"کہ تم واقعی عجیب اور سنکی ہو!" کہتے ساتھ ماہیر زور سے ہنس دی عرشمان نے منہ بنا کر اپنا رخ بدلہ۔

www.novelsclubb.com

"عجیب ٹھیک ہے لیکن اسے کہہ دینا سکتی نہیں ہوں میں جتنا دماغ میرا چلتا ہے اگر ان میڈم نے چلا لیا نا تو آدھی دنیا فتح کر لیں گی !"اس کا انداز ایسا تھا جیسے مئیصہ سامنے بیٹھی ہو ماہیر ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے بوس کہہ دوں گی اب آرام کرو۔"اس کے ہاتھ پر ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے وہ کھڑی ہوئی کہ اچانک ہی عرشمان نے کہا۔

"مجھے اپنا فون دو ذرہ ! مجھے ایک ضروری کام ہے۔"ماہیر پلٹی وہ واقعی نہیں بدلا تھا وہ ریکویسٹ نہیں کرتا تھا سیدھا حکم دیتا تھا۔

ماہیر نے بنا کچھ بولے اسے اپنے فون پکڑا دیا۔

اب وہ موبائل پر کسی کا نمبر ڈائل کر رہا تھا پھر فون کان سے لگائے وہ اورہان کے کال اٹھانے کا منتظر تھا۔

"ہیلو اورہان اسپیکنگ!" تھوڑی ہی دیر بعد دوسری طرف سے اورہان کی آواز گونجی۔

"عرشمان بات کر رہا ہوں کوئی بکواس نہیں پہلے سیدھا مجھے اسپتال لینے آجاؤ! ایڈریس بھیج رہا ہوں۔" دوسری طرف اورہان اسپتال کا سن کر فوراً سے پہلے کرسی پر سے کھڑا ہوا تھا

"اسپتال لیکن کیوں؟ کیا ہوا تمھیں۔۔۔۔" ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ دوسری طرف سے عرشمان کال کاٹ چکا تھا۔

"حد ہو گئی نا جانے یہ کب سدھرے گا!" اور ہان بڑبڑاتے ہوئے فوراً باہر کی طرف بھاگا۔

دوسری طرف عرشمان نے فون واپس ماہیر کو پکڑایا۔ماہیر فون لیتی ہوئی کمرے سے باہر چلی آئی جانتی تھی کہ عموماً لوگ تھینک یو بولتے ہے لیکن وہ تھینک یو تک نہیں بولے گا۔

عرشمان بھی پھر سے بیڈ پر آرام سے لیٹ گیا۔

وہ دونوں ابھی بھی بینچ پر بیٹھے تھے۔

آس پاس چلتی تیز ہواؤں کی وجہ سے مئیصہ کی پونی سے نکلتی کچھ لٹتیں اسے مسلسل پریشان کررہی تھی جنھیں وہ بار بار کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر بیٹھا ارسل سامنے کھیلتے بچوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ویسے کیا آپ نے صبور کے قتل سے پہلے کچھ عجیب سا محسوس کیا تھا؟ جیسے صبور کا رویہ یا کچھ ایسی بات جو آپ کو ٹھیک نا لگی ہو!" ارسل نے اپنا رخ مئیصہ کی طرف کیا۔ کسی غیر مرئی نقطے پر نظر ٹکائے مئیصہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں اس کے مرڈر سے ایک دن پہلے تک تو سب ٹھیک تھا لیکن اس رات جب ہم گھر جا رہے تھے تو صبور اپنی کار کے پاس کافی ڈری سہمی سی کھڑی تھی چہرہ پورا پسینے سے شرابور تھا اور وہ کافی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی اور شاید وہ اپنے پیچھے کچھ چھپا بھی رہی تھی نا جانے کیا لیکن کچھ تھا تو ضرور۔" مئیصہ نے اپنی بات مکمل کر کے ایک نظر ارسل کو دیکھا۔

یک دم ہی مئیصہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہو۔ مئیصہ نے فوری طور پر اپنے چاروں اطراف نظریں دوڑائیں لیکن اسے کوئی نظر نا آیا۔

www.novelsclubb.com

"تو اس کا مطلب ہے کہ شاید قتل سے ایک دن پہلے قاتل نے اسے ڈرایا تھا وان کیا تھا۔"

"ہاں شاید لیکن اب ہم کیسے پتا کریں گے کہ اصل میں ہوا کیا تھا اس وقت۔" اسے پھر سے ایسا لگ تھا کہ کوئی ہے جو ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔

"آپ نے کہا وہ اپنی گاڑی کے پاس کھڑی تھی مطلب پارکنگ میں رائٹ؟" ارسل نے مئیصہ سے تصدیق چاہی مئیصہ نے فوری طور پر سر ہلایا۔

"تو آسان ہے۔ یہ جانے کے لیے کہ کیا ہوا ایسا صبور کیوں ڈر گئی اس کے لیے ہمیں پارکنگ کا سی سی ٹی وی چیک کرنا ہو گا تب ہی ہم جان پائیں گیں کے آخر اس رات ہوا کیا تھا۔" وہ ارسل کی بات سے متفق تھی۔ ہاں شاید یہی صحیح طریقہ تھا۔

ابھی وہ گہری سوچ میں گم تھی کہ اچانک اس کے پیچھے سے گھاس کی سرسراہٹ سنائی دی ایسے جیسے کوئی یہاں کھڑا تھا۔

مئیصہ نے دھیرے دھیرے اپنی گردن موڑ کر دیکھا لیکن وہاں ایک بڑے سے درخت کے سوا کچھ نا تھا۔ نظریں ایک بار پھر خالی لوٹی تھیں۔

وہی کچھ دیر پہلے کوئی تھا جو خاموشی سی درخت کی اوٹ میں کھڑا ساری باتیں سن رہا تھا اب وہی انسان پارک سے باہر نکل رہا تھا اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں۔

----

www.novelsclubb.com

وہ ریسیپشن کے قریب کھڑی ایک ہاتھ میں فائل پکڑے دوسرے میں پین پکڑے فائل میں رکھی رپورٹس کا جائزہ لے رہی تھی کہ تبھی ریسیپشن کے قریب ایک لڑکا آکر رکا۔

سفید پینٹ پر سیاہ ہڈ پہنے وہ بار بار اپنے بھورے ہلکے گھنگھوریالے بالوں کو سہی کر رہا تھا گردن میں ایک موٹی سرمئی رنگ کی چین جھول رہی تھی اور وہ اپنی بھوری آنکھیں سامنے ریسیپشن پر کھڑی لڑکی پر ڈالے کھڑا کچھ پوچھ رہا تھا۔

"کیا یہاں کوئی عرشمان نام کا پیشنٹ آیا ہے۔" اورہان نے ریسیپشن پر کھڑی لڑکی سے استفسار کیا۔

"ایک منٹ میں دیکھ کر بتاتی ہوں سر۔" ریسیپشن پر کھڑی لڑکی کہتے ہوئے اب لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھنے لگی۔ پاس کھڑی ماہیر عرشمان کے نام پر سمجھ چکی تھی کہ یہ عرشمان کا وہی دوست ہے جسے اس نے تھوڑی دیر پہلے کال کر کے بلایا تھا۔

پین کو کوٹ کی جیب میں رکھتی وہ جلدی سے اورہان کی طرف بڑھی۔

"ایکسکیوز می آپ میرے ساتھ آئے مجھے معلوم ہے عرشمان کون سے کمرے میں ہے۔" ماہیر اب کے اورہان کے سامنے کھڑی تھی۔

اورہان نے ایک نظر ریسیپشن پر کھڑی لڑکی کو دیکھا پھر سامنے کھڑی لڑکی کو جس نے سفید ڈاکٹری کوٹ پہن رکھا تھا۔ سر ہلاتا ہوا اورہان اس کے ساتھ چل پڑا۔

اب وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

"ویسے آپ عرشان کے دوست ہے مجھے بہت مایوسی ہوئی بھلا آپ کا دوست اسپتال میں تکلیف میں پڑا ہے اور آپ گھر پر آرام سے بیٹھے ہے۔"اس کے ایک دم کہنے پر اورہان چونکا۔وہ بناوجہ کے ہی بات کر رہی تھی

"ایکسکیوزمی ڈاکٹر!"اورہان نے عجیب انداز میں ماہیر کو دیکھا۔جیسے کہہ رہا ہو جان نا پہنچان میں تیرا مہمان واہ!

"واٹ ایکسکیوزمی!ایک دوست کا فرض ہوتا ہے اپنے دوست کے مشکل وقت میں کام آنا لیکن آپ تو بھئی گھر پر آرام سے بیٹھے تھے۔"اب وہ دونوں چلتے چلتے لفٹ کے اندر چلے آئے تھے۔ماہیر نے ہاتھ بڑھا کر سیکنڈ فلور کا بٹن دبایا۔

اورہان نے ضبط سے ماہیر کو گھورا تھا ابھی اسے صرف عرشمان کے پاس پہنچنے کی جلدی تھی ورنہ دل تو کر رہا تھا میڈم کا دماغ درست کر دے۔

"اب کیا آپ گونگے ہیں؟ زبان نہیں ہے کیا جواب دینے کو! یا شاید شرمندگی کے مارے لفظ منہ سے ادا نہیں ہو رہے ہیں۔" جب وہ کافی دیر تک خاموش رہا تو ماہیر زچ ہوئی۔

ماہیر آگے کھڑی تھی جبکہ اورہان اس سے تھوڑے فاصلے سے پیچھے کھڑا تھا۔

ماہیر کو گمان ہوا جیسے وہ لفٹ میں اکیلی ہو اس نے اپنا رخ موڑ کر پیچھے دیکھا تو اورہان صاحب مطمئن سے کھڑے موبائل چلا رہے تھے۔

ماہیر نے خود کو اگنور کیے جانے پر ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔

پھر اگلے ہی پل پلٹی دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر کہنے لگی۔

"میں آپ سے بات کر رہی ہوں مسٹر!"

ٹھیک اسی پل اورہان نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا بیک وقت دونوں کی نظریں ملی بھوری آنکھیں ہلکی بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تو کچھ پل ٹھہر سی گئی۔

اسی پل لفٹ کا دروازہ ایک مختصر آواز سے کھلا۔

اورہان کی نظریں ہلکی بھوری آنکھوں سے ہوتی ہوئی کھلے دروازے پر جا ٹکی۔

www.novelsclubb.com

"سوری پہلی بات تو میرا نام مسٹر نہیں اور دوسری یہ کہ مجھے کوئی شوق نہیں کہ میں آپ کی فضول باتوں کا جواب دوں آپ یہاں سے اب جا سکتی ہے آگے میں خود کمرہ ڈھونڈ لوں گا شکریہ۔" ایک نظر پھر سے ہلکی بھوری آنکھوں میں دیکھا جو اس

وقت اسے غصے سے گھور رہی تھیں پھر ماہیر کو نظر انداز کرتا اس کے پہلو سے لفٹ
سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی ماہیر بھی پلٹی لفٹ کا دروازہ پھر سے بند ہونے لگا۔ لفٹ میں
کھڑی ماہیر کا وجود اب چھپتا جارہا تھا کہ اچانک ہی اورہان نے اپنا جوگرز میں قید پیر
اس میں اڑا دیا۔

دروازہ پھر سے کھلنے لگا۔ ماہیر کا غائب ہوتا وجود پھر سے دکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"اور ہاں آپ بالکل بھی اچھا نہیں بولتی اس لیے برائے مہربانی کم بولا کریں! ہر بار
آپ کو مجھ جیسا برداشت کرنے والا نہیں ملے گا جو آپ کی فضول بکواس کو آسانی
سے برداشت کر جائے! اس لیے آگے دھیان رکھیے گا۔" موبائل کو جیب میں

رکھتے ہوئے وہ عجب بے نیازی سے بولا اور پھر بنا ماہیر کا جواب جانے ماہیر کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

لفٹ میں کھڑی ماہیر نے غصے سے لفٹ کے بٹن کو دبایا تھا۔

لفٹ کا دروازہ ایک بار پھر بند ہو چکا تھا۔

کندھے پر سیاہ بیگ لٹکائے وہ اسپتال کی راہداری سے گزرتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھ رہی تھی کہ جب ہی اچانک ماہیر بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

"کر آئی ضروری کام۔"قدم سے قدم ملاتے ہوئے ماہیر نے پوچھا۔مئیصہ نے سر کو جنبش دی۔

"ہاں اور وہ پیشنٹ کا کیا بنا پین کلر دے دی تھی!"

"پیشنٹ؟؟اوا چھا عرشمان کا وہ تو ڈس چارج ہو کر گھر جا چکا ہے۔"مئیصہ جو مصروف سے انداز میں چلتی جا رہی تھی ماہیر کے یوں عرشمان کہنے پر ٹھٹکی۔قدم بے اختیار ہی تھم گئے۔

"کیا تم اسے پہلے سے جانتی ہو؟"اب وہ دونوں کمرے میں جانے کے بجائے کینٹین کی طرف چلے آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہاں سالوں سے یار وہ میری بڑی خالا کا بیٹا ہے انفیکٹ بچپن میں ہم بہت اچھے دوست رہے ہیں لیکن پھر وہ پڑھائی کے لیے باہر چلا گیا اور میں اپنے ڈاکٹری کی پڑھائی میں مصروف ہو گئی تو پھر زیادہ بات چیت کا موقع ہی نہ ملا!" دونوں اب ہاتھ میں کافی کا کپ پکڑے ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھ چکی تھی۔

"اوو اچھا اچھی بات ہے لیکن تمھارا یہ کزن ہے بڑا عجیب!" ماہیر کی بات پر اسے تھوڑی حیرت تو ہوئی تھی لیکن پھر کندھے آچکا گئی۔

"عجیب نہیں بہت عجیب ہے وہ ایسا ہی ہے لیکن ایک بات ہے اس کی پرسنیلٹی خاندان میں سب سے زیادہ الگ ہے! وہ جیسا اندر ہے وہی باہر ہے! میں کافی وقت

سے اس سے نہیں ملی لیکن وہ ابھی تک ویسا ہی ہے بالکل بچپن والا عرشمان۔"ماہیر کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بول رہی تھی۔مئیصہ نے اسے تسلی سے دیکھا۔

"لگتا ہے کافی جانتی ہو اسے۔"نا جانے وہ یہ سوال کیوں پوچھ بیٹھی۔

"ہاں کافی !!"ماہیر نے کافی کے کپ کو لبوں سے لگایا۔

اب وہ دونوں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی جا رہی تھی ساتھ ساتھ کافی سے بھی لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

----

www.novelsclubb.com

قصرِ میر میں اس وقت خاموشی کا راج تھا۔رات ہوتے ہی سارے ملازمین اپنے اپنے کوارٹرز میں جا چکے تھے۔دو گاڈز قصرِ میر کے بڑے سے مین گیٹ پر کھڑے قصرِ میر کی حفاظت کر رہے تھے۔

ٹھیک اسی پل ایک گاڑی تیزی سے قصرِ میر کے سامنے آکر رکی۔گارڈ نے گاڑی کے اندر بیٹھے اورہان اور عرشمان کو دیکھا تو فٹ سے بڑا سا گیٹ کھول دیا۔اورہان گاڑی گھر کے اندر لے آیا۔پہلے سے کھڑی دو گاڑیوں کے ساتھ اپنی گاڑی پارک کر کے وہ فوراً نکلا اور عرشمان کی طرف بڑھا جو پہلے ہی نکل چکا تھا۔

پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا اس کے کمرے کے طرف بڑھ گیا۔

کمرے کے دروازے پر پہنچتے ہی عرشمان نے اپنا ہاتھ اورہان کے ہاتھ سے آزاد کروانا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑو مجھے دور ہٹوں میں خود چل سکتا ہوں!" انتہائی سنجیدہ انداز میں کہتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اورہان کو پرے دھکیلا۔

"عرشمان غصہ بعد میں کر لینا ابھی پلیز خاموش ہو جاؤ۔" وہ جانتا تھا عرشمان اس پر شدید والا غصہ ہے۔

"اورہان صاحب چوٹ میرے ہاتھ پر لگی ہے پیر پر نہیں اس لیے میں خود چل سکتا ہوں اب دور ہٹوں۔" عرشمان نے خود پر ضبط کرتے ہوئے کہا پھر ایک جھٹکے سے اس سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا۔ اور خود چلتا ہوا بیڈ تک آیا۔

اورہان جہاں تھا وہی ٹھہر گیا تھا۔

"عجیب ہی انسان ہو یار پہلے غلطی بھی خود ہی کرتے ہو پھر غصہ بھی دوسرے پر نکالتے ہو! مجھے بتاؤ ذرہ میں نے کہا تھا چوڑوں کے سامنے ہیرو بن کر کھڑے ہو جاؤ۔" عرشمان کا یوں ہاتھ چھڑانا اسے ایک آنکھ نا بھایا تھا پورے راستے وہ اس کا غصہ برداشت کرتا آیا تھا لیکن اب اس کی بس ہوئی تھی۔

"تم جانتے ہو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اب اپنی بکواس کو بند کرو اور یہاں سے اپنا چہرہ گم کرو مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے۔" بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے آنکھیں موندے اس نے کہا۔

اورہان نے غصے سے اسے گھورا اور کافی دیر تک گھورتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب مجھے گھورنا بند کرو اور اپنی شکل گم کرو یہاں سے۔" کافی دیر تک جب گھورنے کا سلسلہ چلتا رہا تو عرشمان آنکھیں موندے ہی بولا۔ اور ہان ایک دم چونکا۔ پھر دل ہی دل میں سو گالیوں سے نوازتے ہوئے باہر کی طرف بڑھنے لگا کہ تبھی کمرے میں زلیخا بیگم بھاگتی ہوئی اندر آئی۔

"عرشمان بیٹا کیا ہوا تمھیں" عرشمان ان کی آواز پر فوراً سیدھا ہو بیٹھا۔ زلیخا بیگم بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اپنے بیٹے کو تکلیف میں دیکھ کر ان کی آنکھیں بھر آئیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ۔۔یہ کیسے ہو گیا بیٹا تم ٹھیک تو ہو نا۔" زلیخا بیگم بھرائی ہوئی آواز میں عرشمان سے پوچھ رہی تھیں۔

"ماں کیا ہو گیا ہے میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کے سامنے ہوں دیکھیں بس یہ تو ہلکی سی چوٹیں لگ گئیں ہیں ٹینشن نا لیں جلد ٹھیک ہو جائیں گی!" عرشمان نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" وہ جیسے مطمئن نا ہوئی تھیں۔ عرشمان نے دور کھڑے اورہان کو گھورا جس نے جواباً لاپرواہی سے کندھے آچکا دیے۔

www.novelsclubb.com

"ماں ہم ابھی ہی اسپتال سے آئیں ہیں۔ اس لیے کہہ رہا تھا اورہان صاحب میں تمھیں کہ گھر مت لے کر چلو لیکن تمھیں نا جانے کون سا بھوت سوار تھا مجھے گھر چھوڑنے کا!" پہلا جملا اپنی ماں کو نرمی سے کہتے ہوئے اس نے باقی کا جملا اورہان کی طرف دیکھ کر غصے سے لفظ چبا چبا کر کہا۔

"شکر ہے ڈیڈ نہیں ہے گھر پر ورنہ ایک الگ محاذ کھڑا ہو جانا تھا اور ماں میں ٹھیک ہوں بس کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں! آپ ٹینشن نا لیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

اپنی ماں کے گالوں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے اس نے اپنی ماں کو مطمئن کرنا چاہا۔

زلیخا بیگم سر ہلاتی ہوئی کھڑی ہوئی پھر عرشمان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے باہر نکل گئی پیچھے ایک بار پھر وہ دونوں کمرے میں اکیلے رہ گئے۔

"اور ہاں صاحب شاید آپ کم سنتے ہے ابھی میں نے کہا مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے۔" عرشمان اس وقت خود پر بہت ضبط کیے ہوئے تھا۔

"ٹھیک ہے عرشمان ڈارلنگ پھر کل ملتے ہیں!" وہ جانتا تھا کہ عرشمان ڈارلنگ لفظ سے کتنا چڑتا ہے اس لیے کہہ کر فوراً دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔

"اورہان۔۔۔۔۔" عرشمان نے غصے سے پاس رکھا کشن اسے دے مارا لیکن وہ اس سے پہلے ہی کمرے سے فرار ہو چکا تھا۔

پھر یکدم خود ہی اورہان کی حرکت پر ہنس دیا۔

"چلو پورے دن میں تم مسکرائے تو میری ڈارلنگ کل ملاقات ہوتی ہے اپنا خیال رکھنا۔" ابھی اسے مسکراتے ہوئے ایک لمحہ ہی گزرا تھا کہ اورہان کی گردن دروازے کے بیچ و بیچ نمودار ہوئی اور وہ پھر سے کہہ کر غائب ہو گیا۔

"یہ کبھی نہیں سدھر سکتا۔" عرشمان کو اب مسلسل اورہان کی حرکتوں پر ہنسی آنے لگی تھی۔

راہداری سے گزرتے اورہان کے لبوں پر بھی گہری مسکراہٹ ابھری تھی۔

اس وقت ارسل اپنے پرائیوٹ کمرے میں موجود تھا۔ جہاں ایک کونے میں کرسی پر بیٹھا وہ ٹیبل پر رکھے صفحات پر جھکا تھا۔

ٹیبل کے ایک کونے پر ٹیبل لیمپ جل رہا تھا جو ایک ایسی واحد روشنی تھی جو کمرے میں موجود تھی باقی کمرے کا ہر ایک کونا اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

ٹیبل پر جگہ جگہ مختلف ڈاکومینٹس اور کچھ تصاویر پڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

ارسل نے ان چند تصاویر میں سے ایک تصویر اٹھائی۔وہ تصویر صبور کی تھی پھر ایسی ہی چھ سے ساتھ تصویریں اٹھا کر ایک لائن سے لگادی۔

وہ ساری ہی تصاویر لڑکیوں کی تھیں جن میں ہر ایک نے سفید ڈاکٹری کوٹ پہن رکھا تھا۔

ارسل نے ایک کاغذ اور پین اٹھایا پھر اس پر لکھنا شروع ہوا۔

وہ ان سب ہی ڈاکٹرز کے نام لکھ رہا تھا جن کو قتل کیا گیا تھا۔

"قل ملا کر اب تک سات قتل ہو چکے ہیں اور وہ سب ہی فی میل ڈاکٹرز تھیں کوئی بھی میل نہیں عجیب بات ہے!"کاغذ پر ہائی لائٹ کرتے ہوئے ارسل تھوڑا مشکوک ہوا۔

"پہلی پہیلی سلجھ تو گئی ہے لیکن ایسا کیوں لگ رہا ہے یہ سلجھ کر بھی الجھ گئی ہے!"

پین کو انگلیوں میں گھوماتے ہوئے وہ خاصہ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔

"لیکن صرف فی میل ہی کیوں؟" وہ ایک بار پھر الجھ گیا تھا۔

ایک یہی بات تھی جو ابھی تک اس کیس میں ہاتھ لگی تھی۔

"کوئی نہیں آہستہ آہستہ سب پہیلیاں کھل جائیں گی!" ارسل سارے ڈاکومنٹس کو سمیٹنے لگا پھر ٹیبل لیمپ کو بند کرتا اپنے پرائیوٹ روم سے نکل گیا پیچھے کمرے میں اب کے ہر شہہ اندھیرے میں ڈوب چکی تھی۔

ڈائینگ ٹیبل پر اس وقت مخصوص سی کانٹے چمچ کی آوازیں گونج رہی تھی۔وہ ترو تازہ سی کرسی پر بیٹھی اپنی ماں کے ساتھ ناشتے میں مصروف تھی۔

آج اس نے ٹی پنک کلر کی لمبی کمیز کے ساتھ کھلا سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا جس کی فل آستین کی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔شہد رنگ بال ڈھیلے سے جوڑے میں قید تھے جبکہ شہد رنگ آنکھیں اس وقت کافی کے کپ پر ٹکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جاب کیسی جا رہی ہے مئیصہ۔"سامنے بیٹھی آمنہ بیگم کی آواز پر مئیصہ ہلکا سا چونکی۔

"ہاں اچھی جا رہی ہے ماں۔ آپ کی طبیعت وغیرہ تو ٹھیک ہے نا ہم نے کل ڈاکٹر کے پاس آپ کے چیک اپ کے لیے جانا ہے اس لیے کوئی بہانا نہیں چلے گا۔" اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرائی۔ آمنہ بیگم اس کی بات پر ہولے سے مسکرائی اور پھر سے اپنی توجہ ناشتے کی طرف کی۔

مئیصہ نے کافی کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا اسی پل ٹیبل پر رکھے اس کے فون پر بیپ ہوئی۔

مئیصہ نے کپ کو نیچے رکھا اور موبائل اٹھا کر دیکھنے لگی۔

کسی کا میسج اوپر شو ہو رہا تھا اس نے میسنجر کھولا وہاں لاتعداد میسجز تھے۔

وہ بہت کم ہی میسج دیکھا کرتی تھی۔ وہ سب سے پہلے میسج پر چلی آئی جو اسے ابھی ابھی ارسل کی طرف سے موصول ہوا تھا۔

"ابھی تک کچھ خاص معلوم نہیں ہوا ہے لیکن انشاءاللہ جلد پتا چل جائے گا ! قاتل بہت جلد ہمارے سامنے ہو گا ! "

یہ وہ میسج تھا جو اسے ارسل کی طرف سے موصول ہوا تھا۔

میسج پڑھتے ہی اس کے لبوں سے آمین نکلا تھا۔

ابھی وہ میسنجر کو بند کرتی کہ اس کی نظر حمنہ کے نام پر اٹک گئی۔

اس نے فوری طور پر اس کے میسج کھولے۔

www.novelsclubb.com

"مئیصہ پلیز میرا فون اٹھاؤ"

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے "

"مجھے لگتا ہے اب میں نہیں بچ پاؤ گی "

"پلیز جیسے ہی میرے میسج پڑھو تو مجھے فون کرنا پلیز مئیصہ "

حمنہ کے اس طرح کے میسج دیکھ کر اس کی چھٹی حس پھڑ پھڑائی تھی۔اس نے اگلے ہی پل حمنہ کو کال ملائی لیکن اب وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

وہ فوراً سے کھڑی ہوئی اپنا بیگ کوٹ سٹیتھوسکوپ اٹھا کر اپنی ماں سے بولی۔

"ماں میں نکل رہی ہوں اللہ حافظ !"اب وہ تیزی سے اپنا اپارٹمنٹ پار کر کے سیڑھیاں اتر رہی تھی اور مسلسل حمنہ کو کال کر رہی تھی لیکن ہر بار کی طرح کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

پھر اس نے کچھ سوچ کر حمنہ کی ماں کا نمبر ملایا جسے چند گھنٹوں بعد اٹھا لیا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو اسلام و علیکم آنٹی میں مئیصہ بول رہی ہوں" سیڑھیاں اترنے کے بعد اب وہ پارکنگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"و علیکم سلام بیٹا کیسی ہو۔" دوسری طرف سے حمنہ کی ماں کی خوشگوار سی آواز گونجی۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی کیا حمنہ سے بات ہو سکتی ہے دراصل میں کب سے اسے فون کر رہی ہوں لیکن وہ اٹھا نہیں رہی ہے۔ وہ ٹھیک ہے نا؟" مئیصہ عام انداز میں بولی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ حمنہ کی ماں خوامخواہ پریشان ہو جائیں۔

www.novelsclubb.com

"جی بیٹا دراصل اس کا موبائل خراب ہو گیا ہے اور جہاں تک رہی بات وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہ بالکل ٹھیک نہیں لگ رہی ہے مئیصہ۔ کل جب سے اسپتال سے آئی ہے بہت ہی عجیب ہو گئی ہے ابھی تک اپنے کمرے میں بند ہے۔ پلیز تم اس سے پوچھو کے کیا ہوا ہے میں بات کرواتی ہوں تمھاری!"

بولتے بولتے ان کا سانس ہلکا ہلکا پھولنے لگا تھا شاید وہ چلتے چلتے اس سے بات کر رہی تھیں۔

مئیصہ نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا سامان برابر والی سیٹ پر رکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف حمنہ کی ماں نے کوئی تیسری دفعہ دروازہ بجایا تھا تب ہی حمنہ نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔

"بیٹا یہ لومئیصہ کا فون ہے۔" انھیں نے حمنہ کی طرف فون بڑھایا جیسے اس نے فوری طور پر پکڑ لیا اور جھٹ سے دروازہ ان کے منہ پر بند کر ڈالا۔

"ہیلو مئیصہ۔۔۔ پلیز مجھے بچا لو وہ۔۔ وہ مجھے مار دے گا مئیصہ مجھے بچا لو!" دروازہ بند کرتے ہی حمنہ ایک کونے میں آ بیٹھی۔ اس کی حالت بالکل کل جیسی تھی۔

دوسری طرف سے حمنہ کی ڈری سہمی سی آواز سن کر مئیصہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"کون۔۔۔ کون مار دے گا حمنہ اور پہلے تم ریلیکس ہو جاؤ کوئی کچھ نہیں کر سکتا تمھیں" مئیصہ نے اسے پر سکون کرنا چاہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں مئیصہ وہ مجھے مار دے گا وہی قاتل جس نے صبور کو بہت بے دردی سے مارا ہے اب وہ مجھے بھی صبور کی طرح بے دردی سے مارا دے گا مجھے نہیں مرنا ابھی مئیصہ۔"حمنہ اس وقت ذہنی مریض معلوم ہوتی تھیں۔

"حمنہ ریلیکس اور بتاؤ کیا ہوا ہے۔"اس وقت وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ ایسا کیا ہوا ہے جو حمنہ کی یہ حالت ہو گئی ہے۔حمنہ نے ایک گہری سانس لی اور سب کچھ بتاتی گئی۔ سب بتانے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"حمنہ تم تو اتنی کمزور نہیں تھیں تم تو بہت بہادر ہو نا پلیز ڈرو نہیں اپنے اس ڈر کا بہادری سے مقابلہ کروں اور تمھیں کچھ دن تک اسپتال آنے کی کوئی ضرورت

نہیں ہے میں سب سنبھال لوں گی!" مئیصہ ایک لمحے کو روکی۔ اپنا فون دوسرے کان میں منتقل کیا۔

"گھر پر رہو اور کچھ فضول سوچنے کی ضرورت نہیں ہے جب تک اللہ نہیں چاہے گا وہ قاتل تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ٹرسٹ می!" حمنہ کو تھوڑا ریلیکس ہوتا دیکھ مئیصہ نے اسے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کی اور فون رکھ دیا۔

فون ہاتھ میں پکڑے وہ کافی دیر سے گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔ اسے جلد از جلد یہ بات ارسل کو بتانی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

سال کا آخر تھا ایسے میں کراچی جیسے شہر میں سردی ہر طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی۔

آج بھی موسم کافی خوشگوار ہو رہا تھا۔آسمان پر سورج کا وجود نا دکھنے کے برابر معلوم ہوتا تھا کیونکہ کالی گھٹا کے بادل شہری کو خبر دار کر چکے تھے کہ اب سردی جم کر ہونے والی ہے۔

اسکی کتھیئی آنکھیں گلاس وال پر ٹکی تھیں اور خود وہ بیڈ پر پیر لٹکائے بیٹھا بادلوں کے حسین منظر کو دیکھ رہا۔

صبح صبح اتنا خوبصورت منظر اسے پرسکون کر گیا تھا۔

نظریں بھٹکتی ہوئی دیوار پر لگی گھڑی پر پڑی جو اس وقت صبح کے بارہ بجا رہی تھی پھر نظریں بھٹک کر اپنے سفید پٹی سے بندھے ہاتھ پر آ ٹکی۔زخمی ہاتھ دیکھ کر اسے ماضی کی ایک حسین یاد دماغ کے پردوں پر ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

یکدم ہی آس پاس کا ہر منظر دھندلا سا گیا۔

بادلوں پر چھائی کالی گھٹا!

گھڑی کی ٹک ٹک!

کمرے کی ہر شہ دھندلا سی گئی تھی۔

اب وہاں قصرِ میر میں بنے بڑے سے لان کا منظر تھا۔

لان میں جگہ جگہ طرح طرح کے پھول کِھلے ہوئے تھے۔

وہ بالکل خاموشی سے بنا کوئی چاپ پیدا کیے اپنے گھر میں داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

اس وقت وہ کوئی بیس سال کا تھا۔

گردن باہر نکال کر اس نے ارد گرد دیکھا راستہ صاف دیکھ کر وہ آگے بڑھنے لگا۔

ابھی پارکنگ ایریا سے آگے نکل کر وہ اندر کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ کسی کی

روعب دار آواز پورے لان میں گونجی۔

اس کے بڑھتے قدم تھم گئے۔اس نے تیزی سے اپنے زخمی ہاتھ کو آگے کر کے چھپانے کی مکمل کوشش کی

"کہاسے آرہے ہو عرشان ؟"عرشان ان کی طرف پلٹااور تیزی سے اپنے زخمی ہاتھ کو پیچھے کر گیا۔

سامنے ایک ادھیڑ عمر شخص کھڑے تھے لیکن شکل سے وہ کہی سے بھی بڑی عمر کے نہیں لگتے تھے اور اس کی شاید وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو بہت فٹ رکھتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"دادا جان بس اور ہان کے ساتھ ہی تھا کیوں خیریت !"لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ لائی گئی۔

"سب خیریت ہے پہلے یہ بتائیں کے آپ پیچھے کیا چھپا رہے ہیں!" آہم دادا کی تیز نظریں۔ عرشمان نے دل ہی دل میں خود کو کوسا۔

"دادا وہ کچھ بھی نہیں ہے" اس نے بات کو رفع دفع کرنا چاہا۔

"عرشمان!!!" اس بار وہ تھوڑے سخت ہوئے تو عرشمان نے فوراً اپنا زخمی ہاتھ ان کے سامنے کر دیا۔

چوٹ دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

www.novelsclubb.com

"عرشمان بیٹا یہ کیا ہوا کیسے لگی آپ کو!" ان کے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔

عرشمان نے فوراً اپنے دادا کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"دادا کچھ نہیں ہے یہ معمولی سی چوٹ ہے ایک دو دن میں ٹھیک ہو جائے گی آپ ٹینشن نا لیں ویسے بھی اب آپ کی عمر نہیں ہے ٹینشن لینے کی۔" وہ ہنسی میں بات ٹال گیا۔

"عرشمان چلو میں تمھاری بینڈج کر دوں ورنہ زخم خراب بھی ہو سکتا ہے!" وہ زبردستی اسے کھینچ کر لان میں لے آئے پھر پاس رکھی کرسی پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ملازمہ کو فرسٹ ایڈ لانے کا کہا۔

www.novelsclubb.com

"دادا میں ٹھیک۔۔۔"

"ہاں نظر آ رہا ہے مجھے عرشمان! کیوں کرتے ہو بیٹا ایسا اپنا دھیان رکھا کرو اتنی لاپرواہی اچھی نہیں ہوتی۔" ان کا لہجہ اس بار پہلے کی نسبت بہت دھیمہ تھا۔ عرشمان کو یک دم ہی شرمندگی ہونے لگی۔

"دادا میں ٹھیک ہوں آپ ٹینشن نا لیں پلیز۔" اسی وقت ملازمہ فرسٹ ایڈ کٹ لے کر آ چکی تھی۔ میر صاحب اب اس کے زخم کو صاف کرنے لگے تھے۔

"جب جگر کا ٹکڑا تکلیف میں ہو تو بھلا کوئی انسان سکون سے رہ سکتا ہے! تم جانتے ہو تم مجھے کتنے عزیز ہو عرشمان۔ میں بھلا تمھیں کیسے تکلیف میں دیکھ سکتا ہوں۔" میر صاحب کی آواز بھرائی تھی۔

"آپ میری اتنی فکر کرتے ہیں کہ کبھی کبھی مجھے شک ہونے لگتا ہے کہ آپ میرے دادا نہیں میری بیوی ہیں" کہہ کر آخر میں وہ خود ہی ہنس پڑا تھا۔ ساتھ ساتھ دادا بھی ہنس پڑے تھے۔

اور ساتھ ہی ماضی سے نکلتا اپنے کمرے میں بیٹھا عرشان بھی ہولے سے ہنس دیا تھا ۔

اچانک ہی منظر پھر سے بدلا تھا ہری بھری گھاس اور طرح طرح کے پھولوں کی جگہ اب کمرے نے لے لی تھی۔

عرشان ابھی تک اسی حالت میں بیٹھا تھا۔

اپنی تکلیف پر دادا کا تڑپ جانا وہ بھلا کیسے بھول سکتا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی سائڈ ٹیبل کی نیچے والی دراز کھولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دراز کھلتے ہی اندر ایک فریم موجود تھا جس پر دادا کے ساتھ اس کی تصویر لگی تھی۔

دادا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے جب کہ وہ دادا کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

عرشمان نے ہاتھ بڑھا کر وہ تصویر اٹھائی پھر اسے اپنی نظروں کے سامنے کیا۔

میر صاحب سے جڑی یادیں اس کے سامنے کسی فلم طرح چلنے لگی تھیں۔اس نے افسردگی سے تصویر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

کتھئی آنکھوں میں نمی سی چمکنے لگی تھی۔جسے اس نے بامشکل اندر دھکیلا تھا۔

"دادا آئی مس یو سو مچ!"اس کا ضبط اب جیسے جواب دینے لگا تھا۔ایک آنسو چھپکے سے اس کے گال پر پھسل گیا تھا۔

خود پر جبر کرتے ہوئے وہ کھڑا ہوا فوٹو فریم کو سائڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ واش روم میں جا گھسا۔

پیچھے تصویر میں مسکراتے ہوئے وہ دونوں اب تک ویسے کے ویسے تھے۔

آج کافی دنوں بعد وہ تینوں اکھٹے بیٹھے تھے۔ارسل کو کیس پر کام کرتے ہوئے

تقریباً ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔

لیکن ابھی تک کوئی پکا ثبوت ہاتھ لگ کر نہیں دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

سیف اور عمر اس وقت ارسل کے آفس روم میں موجود تھے۔

آفس میں ہی تین دروازے اور بنے تھے جو کہ ان میں سے ایک تو اس کا پرائیویٹ

روم تھا جہاں وہ کیس پر کام کیا کرتا تھا۔

ایک آرام کے لیے کمرہ تھا اور تیسرا دروازہ واش روم کا تھا۔

ایجینسی میں زیادہ تر سبھی لوگوں کے ایسے کمرے تھے۔

وہ ایجینسی پہلی نظر میں دیکھنے سے بھول بھلیاں لگتی تھی۔

ارسل اپنے آفس ٹیبل کے قریب بیٹھا تھا جبکہ سیف اور عمر اس سے تھوڑے فاصلے پر صوفے پر بیٹھے تھے۔

"تو پھر تمھیں اس کیس کے بارے میں کچھ پتا چلا جو سر نے کچھ دن پہلے تمھیں دیا تھا۔" عمر کے سوال پر ارسل نے اسے دیکھا سیف بھی موبائل کو جیب میں رکھتے ہوئے سیدھے ہو بیٹھا۔

"ابھی کچھ نہیں کیونکہ جتنا یہ کیس آسان دکھتا ہے اتنا ہی مشکل ہے اس میں بہت ایسی کڑیاں ہیں جو سلجھانی ہے۔"

"اچھا وہ کیسے ؟" سیف کی دل چسپی بڑھنے لگی۔ اسے شروع سے ہی مشکل کیس پر کام کرنا پسند تھا۔

"وہ ایسے کہ کل ملا کر اب تک سات قتل ہو چکے ہیں! چھ تین سال پہلے اور ایک ابھی۔ اور ان سب قتل میں مجھے صرف ایک بات کُومن لگی ہے۔" ارسل ایک پل کے لیے رو کا۔

www.novelsclubb.com

"اور وہ کیا!" سیف اب اس کیس میں دل چسپی لے رہا تھا۔

"وہ یہ کے ابھی تک جتنے بھی قتل ہوئے ہیں وہ صرف فی میل ڈاکٹرز کے ہوئے ہیں میل ایک بھی نہیں ہے اور۔۔۔۔"

"اور ان سب کی عمر بھی ایک جیسی ہے رائٹ؟" سیف بیچ میں ارسل کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ارسل چونکا۔

"رائٹ لیکن تمھیں کیسے پتا چلا؟" ارسل کے سوال پر عمر نے بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔سیف ہنس پڑا۔

"ارسل صاحب ہم میجرز ہیں ہمارا دماغ نہیں چلے گا تو کس کا چلے گا! تم آگے بولو۔" اس کی سنجیدہ آنکھیں اور گہری ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بات تو ٹھیک کہی تم نے! اور تین سال پہلے چھ قتل کے بعد خون کا سلسلہ رک چکا تھا۔جب کافی وقت تک یہ سلسلہ واپس شروع نہیں ہوا تو لوگ سمجھے کے قاتل بھاگ گیا ہے۔لیکن جب میں نے معلومات کی تو پتا چلا کہ بہت سے ڈاکٹرز قتل کی وجہ سے اسپتال چھوڑ کر بھاگ گئے تھے" ارسل پھر سانس لینے کو رکا۔

"اور اس کے بعد کچھ سالوں تک ڈاکٹرز نے وہاں کام نہیں کیا یہی نا!" اس بار پھر سیف بولا۔اس بار عمر اور ارسل نہیں چونکے تھے وہ ایسا ہی تھا چٹکیوں میں چیز کو سلجھا لیتا تھا۔

"اور مجھے ایک بات یہ بھی سمجھ نہیں آئی کہ جب قاتل کو قتل کرنا ہی ہوتا ہے تو وہ وکٹم کو ڈراتا کیوں ہے۔ میں نے سنا تھا کہ صبور کے قتل کے ایک دن پہلے اسے ڈرایا گیا تھا اور جب میں نے پارکنگ ایریا کا سی ٹی وی چیک کیا ہے اس میں وہ بالکل ٹھیک تھی لیکن اچانک اس کی نظر جیسے ہی گاڑی پر لگے کاغذ پر پڑی تو اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔" سیف اور عمر دونوں ارسل کی باتوں کو بڑی غور سے سن رہے تھے۔

"اور ابھی کچھ دن پہلے ایک اور ڈاکٹر کو قاتل نے بری طرح ڈرایا ہے فی الحال تو وہ ٹھیک ہیں اور میں نے انھیں گھر سے نا نکلنے کی بھی تعقید کر دی ہے" ارسل اپنی بات کہہ کر اب چپ ہو چکا تھا۔

اس کی نظریں سیف پر تھیں۔

www.novelsclubb.com

"پھر تو صاف ہے سب کچھ کہ یا تو قاتل کو وکٹم کو ڈرا سہما دیکھ کر خوشی ملتی ہے یا پھر یہ اس کے قتل کرنے کا طریقہ ہے۔ ہر قاتل کا کوئی نا کوئی ایک مخصوص طریقہ ہوتا ہے۔ کیا پتا یہ اس کے قتل کرنے کے طریقے میں شامل ہو!" ایک بار پھر سیف نے ان دونوں کو لاجواب کیا تھا۔

"ہاں سہی۔" ارسل اور عمر نے ایک ساتھ اپنی گردنیں ہلائی۔

"لیکن یہ سمجھ نہیں آیا کہ وہ جوان فی میل ڈاکٹرز کو ہی کیوں اپنا نشانہ بناتا ہے؟" عمر ابھی تک اس سوال پر الجھا ہوا تھا۔

"اس کے پیچھے بھی کوئی بہت بڑا راز ہو گا۔آہستہ آہستہ سب پہیلیاں کھلنے لگیں گی ۔"سیف نے اپنی نظریں ارسل پر ٹکا دی جو اپنا سامان سمیٹنے میں لگا تھا۔

"اچھا میں چلتا ہو اب یار بیگم نے خصوصی فون کر کے مجھے آج گھر بلایا ہے !" ارسل اپنا موبائل ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے جاؤ ویسے بھی کبھی کبھی ہی آپ کی بیگم کو آپ کی شکل دیکھنے کو ملتی ہے ۔"عمر اور ارسل ایک ساتھ ہنس دیے۔

"آج گھر پر ہی رہو گے ؟"سیف بھی ساتھ ساتھ کھڑا ہوا پھر سر سری انداز میں پوچھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں آج تو گھر پر رکنا پڑے گا ورنہ اس بار بیگم نے یہ نوکری ہی چھڑوا دینی ہے میری۔" اس کی بات پر عمر پھر سے ہنس پڑا اسیف صرف سنجیدگی سے کھڑا رہا۔

"سہی ہے سہی ہے آرام سے آنا اللہ حافظ!" عمر اٹھا اور اس سے گلے ملنے لگا پھر ارسل گھر کے لیے روانہ ہوا اور وہ دونوں بھی اپنے اپنے کاموں سے لگ گئے۔

دور آسمان پر اب شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔

آئینے میں ابھرتے اس کے عکس سے اس کے گھر کی ہر شہ خوف زدہ تھی۔ وہ اس وقت آئینے کے سامنے کھڑا اطمینان سے تیار ہو رہا تھا۔ اور جب وہ یوں اطمینان سے تیار ہوا کرتا تھا کمرے کی درودیواریں سہم کر رہ جاتی تھیں۔

آج بھی کمرے میں بس وہی مخصوص ٹیبل لیمپ کی مدھم روشنی جل رہی تھی۔

جو کمرے میں روشنی پھیلانے میں ناکام ٹھہری تھی۔

وہ اپنی سیاہ گہری آنکھیں آئینے پر ڈالے سیاہ ہڈ پہن رہا تھا۔ ہڈ پہنتے ہی اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اپنے سیاہ گلوز اٹھائے اور باری باری پہننے لگا۔

پھر اگلے ہی لمحے اس نے اپنا سیاہ کیپ اٹھایا اور اسے سر پر پہن کر ہڈ کی کیپ کو بھی سر پر ڈالا۔

ایک بار پھر اس نے سیاہ آنکھوں سے آئینے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھا اور لبوں پر زہریلی مسکراہٹ در آئی۔

ہڈ کی کیپ اس قدر بڑی تھی کہ اس کا چہرہ اب بامشکل نظر آرہا تھا۔

اس نے پاس رکھی اپنی وہی اسٹک اٹھائی اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔

پیچھے کمرہ کی ہر شہ جانتی تھی کہ وہ کس مقصد کے لیے نکلا ہے۔

اسے اپنے گھر آئے ایک گھنٹے سے اوپر ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کی بیگم اسے دیکھ کر بہت خوش تھی اور اس کی خوشی میں ہی وہ خوش تھا۔

وہ سب میجر زا اپنی ایجنسی کے باہر بالکل عام انسانوں کی طرح رہتے تھے۔

ارسل کا رہائشی علاقے میں خود کا گھر تھا جہاں اس کی بیوی اس کی ماں کے ساتھ رہتی تھی۔ وہ بھی روز ہی گھر آتا تھا لیکن کبھی کبھی کام زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی ایجینسی میں ہی رک جایا کرتا تھا جو کہ اس کی بیوی کو بالکل ناپسند تھا۔

اس لیے آج اپنی بیوی کی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے وہ اپنے ہر کام پینڈ نگ پر رکھ آیا تھا۔

"ارسل آجائیں میں کھانا لگا رہی ہوں۔" وہ لاؤنج میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ اس کی بیوی نے کھانا لگنے کی اطلاع دی۔ ارسل ٹی وی کا ریموٹ سائڈ پر رکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔

ابھی ایک قدم بڑھایا ہی تھا کہ ڈور بیل بجی۔

"تم چلو میں دیکھ کر آتا ہوں!" ارسل نے اپنی بیوی کو چلنے کا کہا جو ڈور بیل سن کر رک گئی تھی۔ پھر ارسل کی بات پر سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

ارسل نے جیسے ہی دروازے پر پہنچ کر دروازہ کھولا تو سامنے کوئی نہیں تھا۔

ارسل کو حیرت ہوئی۔ پھر اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے ارسل نے اپنے قدم باہر نکالے۔

جیسے ہی وہ باہر نکلا دروازہ تیز ہوا کی وجہ سے خود ہی بند ہو گیا۔ اسے افسوس ہوا کاش وہ چابی ہی لے کر نکل جاتا۔

پھر سر جھٹکتے ہوئے آس پاس دیکھنے لگا۔ اسے یہ دروازہ بجانا جانے کیوں اتفاق نا لگا تھا۔

وہ چلتے ہوئے سڑک کے بیچ و بیچ آ کھڑا ہوا۔ پہلے سڑک کے دائیں جانب دیکھا لیکن وہاں کوئی نظر نا آیا پھر بائیں جانب دیکھنے لگا وہاں بھی کچھ نا تھا۔

اپنے خیالات کی نفی کرتے ہوئے ابھی وہ پلٹا ہی تھا کہ اس کے قدم ایک پل کو ٹھہر گئے۔

اس نے پھر سے آہستہ آہستہ بائیں طرف دیکھا۔

وہاں کوئی تھا!

سرمئی سڑک پر دھیرے دھیرے کسی کا سایا پڑ رہا تھا ایسے جیسے کوئی اس ہی کی طرف بڑھ رہا ہو۔

وہ جو کوئی بھی تھا اس سے کافی فاصلے پر ٹھہر گیا۔

ارسل نے غور سے دیکھا تو وہ سیاہ ہڈ میں ملبوس تھا۔ہاتھ میں ایک لمبی سی اسٹک تھی جس کے اوپری حصے پر چھوٹی سی کھوپڑی جیسا ڈیزائن بنا تھا جب کہ نیچے سے وہ بہت نوکیلی تھی بالکل کسی چھوری کی طرح۔

www.novelsclubb.com

سڑک پر لگے بلب اس وقت آدھے سے زیادہ بجھ چکے تھے اس لیے وہ چہرہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

"کون ہو تم؟" ارسل مضبوطی سے آگے بڑھنے لگا۔ سیاہ ہڈ والے کے لب تمسخرانہ مسکراہٹ میں پھیلے۔

چند ہی پل بعد ارسل اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے اپنے ہوا سے بکھرے بالوں کو پیچھے کیا اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے پوچھا کون ہو تم؟" اس بار اس نے تھوڑے سخت لہجے میں سوال کیا۔

رات کے اس وقت کراچی شہر میں ٹھنڈی ہواؤں کا راج تھا لیکن وہاں اس بات کی پرواہ کسی کو نا تھی۔

"حیرت ہے تم ابھی تک مجھے پہنچانے نہیں میجر ارسل! لگتا ہے کیس میں ابھی کچھ ہاتھ نہیں لگا۔ چلو کوئی نہیں دھیرے دھیرے جان جاؤ گے مجھے!" اس کا لہجہ کافی عجیب تھا۔

وہ سیاہ ہڈ والے نے ارسل کے ارد گرد چکر کاٹتے ہوئے کہا۔

ارسل ایک پل کو تو حیرت کا شکار ہوا پھر اگلے ہی پل سنبھلتے ہوئے بولا۔

"تم وہی ہو نا جو بے گناہ ڈاکٹرز کو مار رہے ہو آخر ایسا کیوں کر رہے ہو کیا دشمنی ہے تمھاری ان سے!" سیاہ ہڈ والا چلتے چلتے ٹھہر گیا پھر ہولے سے مسکرایا۔

"ابھی تو فی الحال میری تم سے دشمنی ہے جانتے ہو کیوں؟ کیونکہ تم میرے راستے کا کانٹا بن رہے ہو۔اور اب میں یہاں اپنے راستے کا کانٹا ہمیشہ کے لیے ختم کرنے آیا ہوں!"اس کے لفظ کاٹ دار تھے۔لیکن ارسل پر کچھ اثر نا ہوا۔

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے!"ارسل نے دانت بھینچے ہوئے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔

"آئی لائک اٹ جانتے ہو مجھے تم جیسے بندے بہت پسند ہے کانفیڈنٹ اور پھر مجھے تم جیسے لوگوں کا کانفیڈنس کرچی کرچی کرنے میں اور بھی مزہ آتا ہے۔"اس کا اطمینان اب تک برقرار تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی تمھیں تو ابھی۔۔۔۔"

"چچ چچ چچ میں نے ابھی کہا نا میں اپنے راستے کا کانٹا ہٹانے آیا ہوں وہ ہٹائے بنا کہی نہیں جاؤ گا اس لیے میجر ارسل تیار ہو جاؤ اپنی آخری سانسیں لینے کے لیے۔" وہ ارسل کی بات کو کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔اس کا انداز یک دم ہی بدلا تھا۔ارسل نے مشکوک ہو کر اسے دیکھا اسے بالکل بھی سامنے کھڑے شخص کے ارادے نیک نہیں لگ رہے تھے۔

ارسل نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کمر پر کیا لیکن اف وہ گن گھر ہی بھول آیا تھا۔

اسے اب شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔

وہ بے اختیار ہی اپنے قدم پیچھے لینے لگا۔

وہ سیاہ ہڈ والا بھی دھیرے دھیرے اپنے قدم بڑھانے لگا۔

ناجانے ارسل کو کیا سوجھی کہ وہ بنا کچھ سوچے سمجھے پلٹا اور۔۔۔اور یہی شاید اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

ابھی وہ آگے بڑھتا کہ سیاہ ہڈ والے نے اسٹک کا کھوپڑی والا حصہ اس کے سر پر بری طرح مارا تھا۔

ارسل کو بے اختیار اپنے چاروں اطراف اندھیرا دکھائی دینے لگا۔آس پاس کی ہر شہ اسے اپنی نظروں کے سامنے گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ سر کو بری طرح پکڑے درد سے کراہ رہا تھا۔

لیکن اسے اس وقت ہمت نہیں ہارنی تھی۔

آخر کو وہ ایک میجر تھا!ایک قابل میجر!

وہ اتنی جلدی ہمت نہیں ہار سکتا تھا۔

سرمئی سڑک پر اب قطرہ قطرہ اس کا خون گرنے لگا تھا۔ جیسے وہ نظر انداز کیے پھر سے سیاہ ہڈ والے کی طرف مڑا جو طنزیہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں تم سے پہلی اور آخری بار پوچھ رہا ہوں کون ہو تم اور کیوں مار رہے ہو معصوم ڈاکٹرز کو۔" اپنے اندر دنیا جہاں کی ہمت جما کرتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

"سوچ رہا ہوں اب سے کچھ دیر بعد تم اپنی آخری سانسیں لے رہے ہو گے تو کیوں نا تمھیں اپنا دیدار کروا دیا جائے۔" وہ ارسل کو اس وقت کسی پاگل سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

ارسل کے قدم اب بری طرح لڑکھڑانے لگے تھے۔ اس کا کھڑا ہونا اب مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

سیاہ ہڈ والے نے اپنے کوٹ کے کیپ کو نیچے کیا تو اس کا چہرہ مدہم روشنی میں واضح ہوا۔

ارسل اسے دیکھ کر ایک پل کو ٹھہر گیا۔

وہ چہرا بہت جانا پہچانا تھا۔

بہت شناسا سا!

اس کے قدم ایک پل کو پھر سے لڑکھڑائے۔

"تت۔۔۔۔تم" لفظ تھے کے ہلک سے ادا ہی نہیں ہو رہے تھے۔وہ اس وقت شدید حیرت کا شکار تھا۔

"ہاں میں خوشی ہوئی کہ تم مجھے پہچان گئے" اس نے ایک تمسخرانہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

"اور اب گڈ بائے!" وہ سیاہ ہڈ والا اگلے ہی پل ارسل کو موقع دیے بغیر آگے بڑھا اور اپنی جیب سے تیز دھار والا چاکو نکالا کر بنا ارسل کو مہلت دیے اس کے پیٹ پر تیزی سے وار کر گیا۔

یک دم ہی ارسل کو اپنا خون خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

خون اس کے منہ سے کسی فوارے کی طرح نکلنا شروع ہوا تھا۔

وہ اپنی پوری جان لگا کر سیاہ ہڈ والے کو دور کرنا چاہتا تھا لیکن اس میں اب اتنی طاقت نہیں رہی تھی۔

سیاہ ہڈ والے نے چاکو کو اس کے پیٹ سے نکالا اور پھر بے دردی سے وار کیا۔

ارسل ایک بار پھر لڑکھڑایا۔اس کی سانسوں کی ڈور اب ٹوٹتی جا رہی تھی۔اس میں اب بالکل کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی اس کا سارا وزن اب سیاہ ہڈ والے پر تھا جو بے رحم بنا اب تیسری بار پھر سے وار کرنے کو تیار تھا۔

اور!! تیسری بار وار کرتے ہی اس سیاہ ہڈ والے نے ارسل کو چھوڑا تھا اور ارسل بے جان سا ہو کر سڑک پر گر پڑا تھا۔

اس کی سانسیں اٹک اٹک کر اب اس تک پہنچ رہی تھیں۔

اسے سڑک پر جلتے مدھم بلب دھندلے سے دیکھائی دینے لگے تھے۔

اس کی سیاہ شرٹ پوری خون میں رنگ چکی تھی لیکن سیاہ رنگ کے آگے خون دکھنا ناممکن سا تھا۔

"چلتا ہوں میجر ارسل! مبارک ہوں تمھیں تمھاری آخری سانسیں!" وہ سیاہ ہڈ والا ایک آخری نظر ارسل پر ڈال کر جس طرح خاموشی سے آیا تھا اسی طرح جا چکا تھا۔

اپنے گھر کے باہر سڑک پر پڑا ارسل تکلیف سے مر رہا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ نہیں بچ پائے گا اور اسے اپنے مرنے کا کوئی غم نہ تھا۔

ایک میجر کے لیے شہید سے اچھی موت کیا ہو سکتی ہے بھلا!

ارسل نے ہمت کرتے ہوئے اپنے بے جان ہاتھ سے جیب میں رکھے فون کو نکالنا چاہا۔ لیکن اگلے ہی پل بے جان ہاتھ پھر سے گر پڑا۔

اس نے ایک بار پھر ہمت کرتے ہوئے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا اور اس بار وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکا تھا۔

اس کے ہاتھ تیزی سے موبائل اسکرین پر چل رہے تھے۔

آنکھوں کے آگے بار بار اندھیرا آنے کی وجہ سے اسے بہت مشکل پیش آرہی تھی۔

وہ لمحے لمحے بعد گہرے گہرے سانس لے کر اپنی بچ چکی سانسیں لینے کی کوشش میں لگا تھا۔

اس نے کچھ لکھا تھا اور پھر سینڈ پر کلک کیا تھا۔

اس کا ایک پیغام جا چکا تھا۔

اس نے پھر سے کچھ لکھنا شروع کیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے ہی موبائل نیچے گر پڑا۔

www.novelsclubb.com

زور زور سے اس کا جسم لرز رہا تھا۔ وہ اس وقت بہت تکلیف میں تھا۔

اور کچھ ہی پل بعد اس کا لرزتا وجود بالکل رک سا گیا تھا

ساکت ہو گیا تھا!

اس کی اُکھڑی اُکھڑی سانسیں اب کے مکمل طور پر ختم ہو چکی تھیں۔

اس کی تکلیف اب سکون میں بدل چکی تھی۔

کچھ ہی لمحے کا کھیل تھا اور وہ ختم ہو چکا تھا!

رات کوئی تقریباً تین بجے کا وقت تھا۔ سیف اس وقت پرائیویٹ روم میں موجود کیس پر کام کر رہا تھا کہ اچانک ہی ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بج اٹھا۔

اس کی فائل پر ٹکی نظریں موبائل پر جا ٹکی۔ سیف نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پین کو ٹیبل پر رکھا اور فون اٹھا کر اپنی نظروں کے سامنے کیا۔

اسکرین پر بڑا بڑا عمر لکھا جگمگا رہا تھا۔

اتنی رات میں اور وہ بھی عمر کا فون۔

www.novelsclubb.com

اس کے دماغ نے یک دم ہی کچھ غلط ہونے کا اشارہ کیا۔

اور اس نے اگلے ہی پل فون کو کان سے لگایا تھا۔

"ہاں عمر بولو خیریت؟"اس نے فوراً سے سوال داغا لیکن دوسری طرف کی بات سن کر اسے شدید جھٹکا لگا تھا۔

وہ لمحہ پیروں سے زمین کھینچ لینے کا تھا۔

"واٹ!! اچھ۔۔۔اچھا میں آرہا ہوں تم پر سکون ہو جاؤ!"اپنے آنے کا کہہ کر اس نے فوراً سے کال کاٹ دی تھی۔ پھر بنا کچھ سوچے سمجھے باہر کی طرف ڈور لگا دی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اس وقت سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔ بال بے ترتیب سے ماتھے پر بکھرے پڑے تھے لیکن اسے اس وقت پروہ نہیں تھی۔

ارسل کے گھر کے باہر کافی تعداد میں آرمی آفسران موجود تھے۔ سلطان صاحب ایک بڑے آفیسر کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر کھڑے تھے۔

ان کے چہرے پر ارسل کے مر جانے کا دکھ واضح تھا لیکن انھیں اس وقت مضبوط رہنا تھا۔ اپنے شاگردوں کے لیے مضبوط بننا تھا۔

اس نے گاڑی روکی تو گاڑی کے ٹائرز کی چڑ چڑانے کی آواز اس سنسان سڑک پر ارتعاش پیدا کر گئی تھی۔

گاڑی سے نکلتے ہی وہ لمبے لمبے ڈگ بڑھتا ہوا ارسل کے گھر کے قریب چلا آیا جہاں ایک طرف بہت سے آرمی آفسران کھڑے تھے جبکہ گھر کے اندر سے رونے کی آوازیں باخوبی اسے سنائی دے رہی تھیں۔

کرائم سین پر اس وقت چاروں اطراف پیلی پٹی باندھ دی گئی تھی جس پر بڑھا بڑھا کرائم سین لکھا تھا۔اس کے اندر ارسل کی ڈیڈ باڈی اسی حالت میں پڑی تھی۔

آس پاس ہر طرف خون کے دھبوں کے نشانات تھے جنہیں تفتیشی ٹیم کے کچھ میمبر اس خون کو کھرچ کر ایک پلاسٹک کی تھیلی میں ڈال رہے تھے۔

سیف دھیرے دھیرے آگے بڑھتا رہا۔

جبھی عمر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور بنا کچھ سوچے سمجھے اس کے گلے سے لگ گیا۔

www.novelsclubb.com

"سیف ارسل۔۔۔۔"عمر کے منہ سے ناجانے یہ لفظ کیسے ادا ہوئے تھے کہ وہ اچانک ہی رو پڑا تھا۔سیف اس کا کندھا سہلانے لگا جبکہ آنکھیں ارسل کے بے جان وجود پر ٹکی تھیں۔

"ہمت کرو عمر ہم آرمی آفیسر زہیں! ہمیں ٹرین کیا جاتا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم نے ہمت نہیں ہارنی! یاد ہے نا۔"سیف کی آنکھوں میں بھی بے اختیار ہی موٹے موٹے آنسوں چمکنے لگے تھے۔جسے اس نے اندر دھکیلنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

سیف نے عمر کے کندھوں کو سہلاتے ہوئے اسے خود سے دور کیا۔

"ہمت کرو عمر ابھی ہمیں ارسل کے قاتل کو ڈھونڈ کر ارسل کو انصاف دلانا ہے!"

عمر سر ہلاتے ہوئے فوراً سے اپنی آنکھوں کو صاف کرنے لگا۔

سیف نے بھاری دل سے اسے دیکھا تھا۔دل تو اس کا بھی دکھ رہا تھا۔

تکلیف تو اس کو بھی ہو رہی تھی۔

دکھ تو اسے بھی تھا آخر کو بہت سالوں کا ساتھ تھا ارسل سے گہری دوستی تھی لیکن

وہ خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔

ابھی اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری ارسل کے قاتل کو ڈھونڈنا تھا۔

عمر کے کندھوں کو تھپتھپاتے ہوئے وہ کرائم سین والی جگہ پر چلا آیا۔

رات کے اس وقت جما دینے والی ہوا چل رہی تھی۔اسے اچانک ہی اپنے یوں چلے

آنے پر افسوس ہوا۔

اب اس کی نظریں چاروں اطراف گھوم رہی تھی۔

وہ ہر ایک کونے کو اپنی شک کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظریں چاروں اطراف گھومتی ہوئی ایک سی سی ٹی وی کیمرے پر جا ٹکی۔

اس جگہ پر یہ ایک واحد کیمرہ تھا جو اسے نظر آیا تھا۔

اس نے پلٹ کر عمر کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

"کیا ہوا؟"

"یہ اس جگہ پر ایک واحد سی سی ٹی وی کیمرہ لگا ہے مجھے کل کے کل اس کی رات دس سے لے کر اب تک کی ریکاڈنگ چاہیے۔" سیف نے ایک کھمبے پر لگے کیمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمر سے کہا۔

"ٹھیک ہے مل جائے گی۔" عمر نے ایک نظر کیمرے کو دیکھا اور پھر سیف کو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب سیف کی نظریں ارسل کی ڈیڈ باڈی پر تھی۔

چاکو اب تک اس کے پیٹ پر لگا ہوا تھا۔

آس پاس خون کے نشانات سے ہوتی ہوئی اس کی نظر ایک فون پر ٹھہر گئی۔

وہ ارسل کا فون تھا اسے اچھی طرح یاد تھا۔

وہ بے دھیانی میں فون کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھا۔ تبھی اچانک کسی نے اسے روک دیا۔

www.novelsclubb.com

"سر آپ یہاں پڑی ابھی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگا سکتے ہم فنگر پرنٹس اٹھالیں پھر آپ دیکھ لیجیے گا" تفتیشی ٹیم کا ایک آدمی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

سیف نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔اور دو قدم پیچھے کو ہوا۔

اب اس کی سوئی قاتل پر اٹکی تھی۔ارسل کے تو بہت دشمن تھے اب یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کس نے اس کو قتل کیا۔

شاید سی سی ٹی وی سے کچھ ہاتھ لگ جائے۔

وہ مسلسل اپنے دماغ میں ابھرنے والے سوالات کا خود ہی جواب دے رہا تھا۔

پھر سر جھٹکے ہوئے وہ سلطان صاحب کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

صبح سے وہ ارسل کو فون ملا رہی تھی لیکن مسلسل اس کا فون بند جا رہا تھا اسے حیرت تو ہوئی تھی لیکن پھر یہ سوچ کر کہ وہ ایک ایجنٹ ہے کسی مشن پر ہو گا اپنا فون رکھ دیتی۔

مریضوں کو دیکھنے کے بعد وہ کینٹین کی طرف چلی آئی۔

ایک ہاتھ میں فون پکڑے جس سے وہ پھر سے ارسل کو فون لگا رہی تھی دوسرا ہاتھ سفید کوٹ میں ڈالے وہ اس وقت سرمئی رنگ کے کرتے کے ساتھ کھلا پجامہ میں ملبوس تھی۔

شہد رنگ بال اونچی پونی ٹیل میں قید ادھر اُدھر لہرا رہے تھے۔

اس نے ایک نظر اپنی شہد رنگ آنکھوں سے ایک خالی ٹیبل کو دیکھا اور پھر اس کی طرف بڑھ گئی۔

موبائل کو ٹیبل پر رکھ کر وہ بیٹھنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر ایک کونے میں گم سم سی بیٹھی زینب پر پڑی۔

کچھ سوچ کر اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور کینٹین سے دو کافی کے کپ لے کر زینب کی ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔

زینب اپنی نظریں ٹیبل پر جمائے گم سم سی بیٹھی تھی کہ تبھی کسی نے ایک کافی کا کپ اس کے آگے رکھا۔

اس نے چونک کر سر اٹھا کر دیکھا سامنے مئیصہ کھڑی تھی۔

اس کے دیکھنے پر مئیصہ بالکل ہلکا سا مسکرا دی پھر کرسی دھکیل کر بیٹھ گئی۔

"میں نے سوچا آج کیوں نہ تمھیں اپنے پیسوں کی کافی پیلائی جائے! کیا کافی پینے تک تم مجھے کمپنی دے سکتی ہو زیبو!" اس کے زیبو کہنے پر زینب نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"اب کیسی طبعیت ہے تمھاری؟" مئیصہ نے کافی کا گھونٹ بھرا ساتھ اسے بھی پینے کا اشارہ کیا۔

"ہاں ٹھیک ہوں مئیصہ۔"اس نے بھی کافی کا کپ اٹھایا اور ایک گھونٹ بھرا۔

"اچھا تو مجھ لگ کیوں نہیں رہی!"مئیصہ کا جواب بالکل غیر متوقع تھا۔زینب کو اپنے ہلک میں یکدم ہی انتہائی کڑواہٹ سی محسوس ہوئی۔اس نے مئیصہ کو دیکھا جو اسے ہی بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"نہ۔۔نہیں تو میں بالکل ٹھیک ہوں۔تم نے اتنے دن بعد دیکھا ہے نا اس لیے تمھیں لگ رہا ہے۔"وہ اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولی۔

"چلو تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں" وہ ایک پل کو بولتے بولتے رک گئی۔زینب نے کچھ لمبی سانس بھری۔

"لیکن زینب جانتی ہو تم کس میں سب سے زیادہ بری ہو؟ جھوٹ بولنے میں! اس لیے وہ چیز مت کیا کرو جس میں تم اچھی نہیں!" مئیصہ کے لفظ زینب کا چہرہ سرخ کر گئے تھے۔

اس نے اپنی نظریں فوراً سے کافی کے کپ پر ٹکا دی۔وہ اب مئیصہ کا سامنہ نہیں کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم کیا اپنے بابا سے نہیں ملی ہو؟" اور شاید مئیصہ جانتی تھی کہ وہ کیوں اتنی ڈسٹرب ہے آخر کو دوست تھی اس کی۔

زینب اس بار بالکل نہیں چونکی تھی اور بس سر کو نفی میں ہلا گئی۔

"اگر انٹی کو تمھارے بابا کا گھر آنا اچھا نہیں لگتا تو تم انہیں یہاں بلا سکتی ہو زینب۔ یہاں تم آرام سے ان کے ساتھ بہت وقت گزار سکتی ہو۔" زینب نے کچھ حیرت سے مئیصہ کو دیکھا۔

اس کا مشورہ اتنا برا بھی نہیں تھا بلکہ اس کا مشورہ بہت اچھا تھا۔

اگلے ہی پل زینب کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو مئیصہ!" وہ واقعی خوش لگنے لگی تھی۔ مئیصہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"اس کی ضرورت نہیں اور جب بھی لگے کہ اب تم برداشت نہیں کر سکتی تو میرے پاس آسکتی ہو۔ مجھ سے کہہ کر اپنا دل ہلکا کر سکتی ہو۔ مجھے معلوم ہے اس دنیا میں ہر کوئی بھروسے کے قابل نہیں ہوتا لیکن یاد رکھنا ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا ۔" اس کے ہاتھ کو ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے وہ کھڑی ہوئی اور کینٹین سے باہر کی طرف بڑھ گئی پیچھے زینب اب تک اس کے لفظوں پر غور کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

جیسے جیسے شام کے سائے آسمان پر گہرے ہوتے جا رہے تھے ویسے ویسے ہی ہوا میں خنکی بڑھتی جا رہی تھی۔

مئیصہ اپنی بالکونی میں کھڑی اپنے پھولوں کا جائزہ لے رہی تھی۔

پچھلے کچھ دنوں کی مصروفیات کی وجہ سے وہ انھیں وقت ہی نا دے پائی تھی۔

کچھ پھول ہلکے ہلکے مرجھا گئے تھے جس کا مئیصہ کو بہت دکھ تھا کاش وہ زوران کے ساتھ وقت گزارتی تو آج وہ ایسے نا ہو جاتے۔

جیسے پھولوں کو توجہ کی ضرورت ہوتی ہے بالکل ویسے ہی ایک انسان کو بھی کسی کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر اسے اُس طرح کی توجہ نہیں ملتی جیسے وہ چاہتے ہیں تو وہ بھی ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہے۔اور پھر ان کا سمٹنا مشکل ہوتا ہے۔اور جو کوئی اگر ٹوٹ کر سمٹتے ہیں تو وہ بہت سخت ہو جاتے ہے بالکل بے احساس پتھر دل!

www.novelsclubb.com

وہ اپنے خیالات میں گم تھی جب ہوا کا تیز جھونکا اسے خیالوں کی دنیا سے باہر نکال گیا۔

سر جھٹکتی ہوئی وہ اپنے کمرے میں چلی آئی اور سائڈ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھا کر ایک بار پھر ارسل کو فون کرنے لگی۔

اور ساتھ لگی بک ریگ میں ہر کتاب پر باری باری نظر ڈالنے لگی۔

فون اب بھی مسلسل بند جا رہا تھا۔مئیصہ نے کچھ سوچ کر سلطان صاحب کو فون ملایا اور فون کو اسپیکر پر رک کر اسے سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور اپنی مطلوبہ کتاب بک ریگ سے نکال کر اس کے صفحے پلٹنے لگی۔

کچھ ہی پل گزرے تھے کے سلطان صاحب کی آواز پورے کمرے میں گونجی۔

"ہیلو!"

"ہیلو اسلام و علیکم انکل کیسے ہیں آپ؟ دراصل مجھے میجر ارسل کے بارے میں پوچھنا ہے میں صبح سے ان کو کال کر رہی ہوں لیکن ان کا فون مسلسل بند جا رہا ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں"

مئیصہ نے فون پر نظریں جمائے پوچھا۔

دوسری طرف سے کافی دیر تک خاموشی اختیار رکھی گئی۔

مئیصہ کو یہ خاموشی چبھنے لگی۔ لیکن وہ چپ رہی

پھر کافی دیر بعد وہ بولے۔

"مئیصہ ارسل کا کسی نے کل رات قتل کر دیا ہے!" اور نا جانے وہ کیسے لفظ تھے کہ کتاب مئیصہ کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی تھی۔ کمرے میں یکدم ہی خاموشی چھا گئی تھی۔

مئیصہ کو اب تک ابھی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ وہ بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن لفظ جیسے منہ سے نکلنے سے انکاری تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے پتاہے یہ خبر آپ کے لیے بھی کسی شاک سے کم نہیں ہے لیکن ہمیں اللہ کی رضامیں راضی ہوناہے اور انشاءاللہ ہم ضرور ارسل کے خونی کاپتالگالیں گے !"وہ اسے اب تسلی دے رہے تھے۔

"کیامجھے وہاں آناچاہیے ؟"اس نے بے دماغی میں سوال کیا۔

"میرے خیال سے نہیں ہو سکتاہو خونی کی ہم پر یاآپ پر نظر ہو آپ کا آنا یہاں کوئی نئ مصیبت کھڑی کر سکتاہے۔"انہوں نے ڈھکے چھپے لفظ میں اسے آنے سے انکار کر دیا تھا۔

مئیصہ نے کال کاٹ دی اور جھٹکے سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"اس کا مطلب ہے میرا شک سہی تھا وہ خونی ہمارا پیچھا کر رہا تھا اور اس دن پارک میں! وہ وہاں موجود تھا۔ وہ ہماری ہر ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ او میرے خدایا!"

اس نے بے اختیار ہی اپنا سر پکڑا تھا۔ شہد رنگ آنکھوں میں بے بسی ہی بے بسی چمکنے لگی تھی۔ ارسل کی موت کی خبر کسی شاک سے کم نہیں تھی اس کے لیے۔

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر ارسل کی موت کے پہلے سے لے کر موت کے بعد تک کی فوٹیج بار بار چل رہی تھی۔

سیف اسکرین کے سامنے بیٹھا تھا جبکہ عمر ٹیبل پر ایک ہاتھ رکھے نیچے کو جھکا فوٹیج دیکھ رہا تھا۔

اب کہ سکرین پر ٹھیک ارسل کی موت کی فوٹیج چل رہی تھی۔

اس میں صاف ارسل اپنے گھر سے نکلتا ہوا دیکھائی دے رہا تھا۔

نکلتے ہی اس نے ارد گرد دیکھا تھا اور پھر مڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک رک گیا۔

اسی پل کیمرے میں کسی اور کا وجود بھی دیکھائی دینے لگا۔ جس کی کیمرے کی طرف پشت تھی تو اسے دیکھنا ناممکن تھا۔

www.novelsclubb.com

اب وہ سیاہ ہڈ والا ارسل کے چاروں اطراف گھوم رہا تھا۔

سیف اور عمر بڑی غور سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔

اب ارسل پلٹا تھا اور اسی وقت اس سیاہ ہڈ والے نے اس پر وار کیا تھا۔

سیف نے اسی پل فوٹیج کو روک دیا تھا۔

"قتل تو چاکو سے ہوا ہے پھر یہ عجیب چیز لانے کا مقصد مجھے سمجھ نہیں آیا!" سیف نے سیدھا ہوتے ہوئے بڑبڑایا۔

عمر نے ہلکی سی گردن کو ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"ہاں کہہ تو ٹھیک رہے ہو اور یہ ہتھیار کو دیکھوں تو تم ذرہ بہت عجیب سا ہے بھلا کوئی ایسا ہتھیار کیسے استعمال کر سکتا ہے۔" عمر نے کیمرے میں دکھتی اسٹک کی طرف اشارہ کیا۔

"دیکھنے میں یہ عجیب تو ہے لیکن دیکھو!" سیف نے اسٹک پر زوم کیا۔

www.novelsclubb.com

"اسکااوپری حصہ دیکھ رہے ہو یہ گول ہے بھلے چھوٹا ہے لیکن اگر یہ گول حصہ کسی کے سر پر پوری شدد سے مارا جائے تو بر وقت انسان کے سر کی نس پھٹ سکتی ہے اور یہ جو نیچے سے نوکیلی سی نوک نکل رہی ہے دکھنے میں عام سی ہی لگ رہی ہے لیکن یہ بطورِ چاکو استعمال کی جاسکتی ہے" سیف کی بات میں واقعی دم تھا۔ عمر متاثر ہوا۔

"لیکن قاتل کا کیا کریں اس کی تو کیمرے کی طرف پِیٹھ ہے اب اس کا چہرہ کیسے دیکھیں گے!" عمر ایک بار پھر الجھ گیا۔

سیف نے اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا اور پھر سے فوٹیج کو چلانے لگا۔

فوٹیج اب پھر سے چلنے لگی تھی۔ سر پکڑے ارسل نے قاتل سے کچھ پوچھا تھا جس پر اس نے اپنا کیپ اتارا تھا۔

ارسل چونکا تھا اور وہی سیف نے ایک بار پھر سے فوٹیج کو روکا تھا۔

پھر ارسل کے چہرے پر زوم کرنے لگا۔

"ارسل شاید قاتل کو پہچانتا تھا!" عمر نے اسکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

سیف ہلکا ہلکا سر ہلانے لگا۔

"ہاں یقیناً وہ جانتا تھا کیونکہ جیسے ہی اس نے قاتل کا چہرہ دیکھا تو وہ بہت حیران ہوا ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ ارسل اسے جانتا تھا" سیف نے کہہ کر ایک بار پھر فوٹیج کو پلے کیا۔

فوٹیج پھر سے چلنے لگی۔ وہ سیاہ ہڈ والا ارسل کے قریب ہوا اور وار پہ وار کر گیا۔

ارسل لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر پڑا تھا۔

وہ سیاہ ہڈ والا اب ارسل سے کچھ کہہ رہا تھا اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا پیچھے ارسل تڑپتا ہوا فوٹیج میں صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"اب بند کردو سیف مجھ سے اور نہیں دیکھا جا رہا۔" عمر نے خود پر جبر کرتے ہوئے سیف کو دیکھا۔ سیف نے اسے دیکھا اور پھر ایک سرسری نظاہ اسکرین پر ڈال کر فوٹیج بند کرنے لگا۔

لیکن پھر وہ ٹھہر گیا۔

فوٹیج کو تھوڑی پیچھے کرکے وہ پھر سے کچھ دیکھنے لگا۔

زخمی ارسل اب موبائل پر کچھ لکھ رہا تھا اور پھر اگلے ہی پل موبائل جیسے گر پڑا تھا ارسل مر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس کا مطلب ہے کہ ارسل نے مرنے سے پہلے کسی کو کال یا پھر میسج کیا ہے۔"

سیف نے ایک بار پھر وہ فوٹیج دیکھی۔

پھر فوراً عمر کی طرف پلٹا۔

"مجھے جلد از جلد ہر حال میں ارسل کا فون لا کر دو عمر۔ خونی جو بھی ہے اس کا راز اس فون میں ہے مجھے ہر صورت ارسل کا فون چاہیے سمجھ رہے ہو نا!" اس کا انداز بالکل دو ٹوک تھا۔ عمر نے سر ہلا دیا۔

پھر سیف نے لیپ ٹاپ بند کیا اور دونوں پرائیویٹ روم سے باہر نکل گئے۔

فجر کی اذان کی آوازیں اسے کہی دور سے سنائی دے رہی تھی۔ منہ تک کمبل اوڑھے وہ نیند کی وادیوں میں گم تھی کہ اچانک اس نے کسمسا کر کروٹ بدلی۔ پھر دور سے آتی ہوئی اذان کی آوازوں سے وہ اٹھ بیٹھی۔ کھلے بالوں کو سستی سے جوڑے کی شکل میں باندھنے لگی۔ سائڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کو جلایا تو وہ جل بجھ جل بجھ کا کھیل کرنے لگا۔

"ارے اسے کیا ہو گیا۔" حمنہ نے لیمپ کو دیکھتے ہوئے سوچا پھر اسے ایک دو ہلکے ہلکے ہاتھ مارے لیکن پھر بھی جل بجھ جل بجھ کا کھیل بند نا ہوا۔ لیمپ کے مسلے کو بھاڑ میں ڈالتی ہوئی وہ کھڑی ہوئی اور واش روم میں وضو کی نیت سے گھس گئی۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد جب وہ واش روم سے باہر نکلی۔

تولیے سے منہ خشک کر کے اسے بیڈ پر ڈالا۔لیمپ کی جل بجھ جاری تھی۔سر جھٹکتی ہوئی وہ آگے بھری لیکن پھر یکدم ٹھہر گئی۔

کمرے میں موجود دونوں کھڑکیاں کھلی پڑی تھیں۔تیز ہوا کے جھونکے لہرا لہرا کر اندر داخل ہو رہے تھے۔کھڑکیوں پر ڈلے کاٹنز بھی ہوا کے بدولت زور زور سے ہل رہے تھے۔

"یہ رات کو تو میں بند کر کے سوئی تھی پھر یہ کیسے خود ہی کھل گئیں!"حمنہ ناسمجھی سے بڑبڑائی لیکن اگلے ہی پل اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔اسے اپنے علاوہ بھی کمرے میں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہونے لگا تھا۔

اس نے کھڑے کھڑے ہی اپنی نظریں گھوما کر دائیں بائیں جانب دیکھا لیکن کمرے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پائی تھی۔

پھر وہ دھیرے دھیرے پلٹنے لگی اس نے دیکھا اس کے پیچھے کوئی تھا لیکن ٹھیک اسی پل کمرے میں موجود لیمپ کی روشنی مکمل بجھ گئی۔اب وہاں اندھیرے کے سوا اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"کون ہے وہاں ؟"اس کے ایک گہرا سانس لے کر مضبوطی سے کہا۔

تب ہی ! ٹھیک ایک پل بعد ہی کسی کے جوتے کی ٹک ٹک اسے اپنے بہت قریب سنائی دی۔ایسے جیسے وہ بس اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو۔

حمنہ کی آنکھوں کی پتلیاں خوف سے پھیل گئی۔سردی ہونے کے باوجود اس کے گال پر پسینہ پانی کی طرح پھسلا تھا۔

وہ اس وقت گھر میں اکیلی نہیں تھی ! گھر میں سب موجود تھے لیکن اس وقت سب اپنے اپنے کمروں میں مزے سے سو رہے تھے۔

حمنہ بنا کچھ سوچے پلٹی اور چیخنے کے لیے اپنے لب کھولے تھے کہ بے اختیار ہی پیچھے کھڑے انسان نے اسے فوراً آگے بڑھ کر دبوچا تھا۔

"چلانے کی غلطی بالکل نا کرنا ڈاکٹر حمنہ وقت سے پہلے ہی ماری جاؤ گی!" اس کے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھے وہ سخت لہجے میں بولا۔

ہاں وہ وہی سیاہ ہڈ والا تھا۔

حمنہ جو خود کو چھڑوانے کی کوشش میں لگی تھی تھم گئی۔

www.novelsclubb.com

"سنا ہے آج کل تم مینٹلی بہت ڈسٹرب ہو۔" کچھ پل کے وقفے کے بعد وہ بولا تو حمنہ کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوئی۔

"جانتی ہو اگر تم مر گئی تو لوگ کیا کہیں گے؟" حمنہ نے ایک دم اپنا سر زور زور سے ہلایا وہ اسے آگے بولنے سے روکنا چاہتی تھی۔

"کہ بے چاری مینٹلی بہت ڈسٹرب تھی اس لیے اس نے خودکشی کر کے اپنی جا دے دی۔" اس کا لب و لہجہ ڈرا دینے والا تھا خوف میں مبتلا کر دینے والا تھا۔

"سوچو کہ کل کی سب سے بڑی بریکنگ نیوز ہو گی کہ ایک قابل ڈاکٹر نے اپنی ذہنی حالت سے پریشان آکر خودکشی کر لی۔" آخر میں وہ خود ہی زور سے ہنسنے لگا تھا۔ تبھی کہی بہت ہی قریب سے مؤذن کی صدائیں گونجنے لگی تھی۔

اس کے قہقہوں کی آوازیں کہی دب گئی تھی۔

حمنہ نے اسے پھر سے دور کرنا چاہا لیکن وہ اس کی سوچ سے بھی زیادہ طاقتور تھا۔

"تم نے بہت بے سکونی جھیل لی ہے اور اب میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ کے لیے سکون پالو۔" وہ ایک پل کے لیے رک گیا۔اور دھیرے سے اپنی جیب سے کچھ نکالنے لگا
۔

حمنہ نے زور زور سے اپنا سر ہلانا شروع کیا تھا۔

وہ اسے روکنا چاہتی تھی لیکن اس وقت وہ بے بس تھی۔

"اور جو میں چاہتا ہوں وہ ہو کر رہتا ہے چاہیے پھر وہ تکلیف دینا ہو یا پھر موت!" یہ اس کے آخری لفظ تھے اس کے فوراً بعد اس نے ایک سفید رومال حمنہ کے منہ پر زور سے رکھا تھا جس کی وجہ سے حمنہ کچھ ہی دیر بعد ہوش سے بے گانا ہو چکی تھی۔

اس کا جسم یک دم ہی زمین پر گر پڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سیاہ ہڈ والا نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا پھر اپنی جیب سے چاکو نکال کر حمنہ کے الٹے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لے کر تیزی سے اس کی کلائی پر چاکو چلایا گیا۔

خون کی چھینٹیں اڑ کر اس کے چہرے پر پڑی تھیں۔

لیکن وہ بنا کوئی پرواہ کیے اب حمنہ کو دیکھ کر قہقہے لگا رہا تھا۔ دور مؤذن کی صدائیں اب تھم چکی تھی۔

سفید ٹائلوں والا فرش اب آس پاس سے سرخ رنگ میں ڈھل چکا تھا۔

پھر کچھ لمحے کے وقفے کے بعد سیاہ ہڈ والے نے اپنی جیب سے بلیڈ نکالا اور حمنہ کے بازوں پر جھک گیا۔

ٹی پنک شرٹ اب اس وقت پوری کی پوری سرخ رنگ میں بدل چکی تھی۔

وہ سیدھا ہوا تو اب کہ بازوں پر بھی خون رسنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک تمسخرانہ مسکراہٹ حمنہ کے مردہ وجود پر ڈال کر وہ کھڑا ہوا اور اپنے ہڈ کی جیب سے ایک موٹی رسی نکال کر اپنی آنکھوں کے سامنے کی۔

"خودکشی مبارک ہو تمھیں ڈاکٹر حمنہ! امید ہے خودکشی کرنے کے بعد تمھیں سکون حاصل ہو جائے گا!" نظریں حمنہ کے مردہ وجود پر ٹکی تھی۔ جبکہ ہاتھ میں رسی برابر جھول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

دیوار پر لگی گھڑی پر وقت دھیرے دھیرے بڑھنے لگا۔

کھڑکیوں سے نظر آتے آسمان کا رنگ بھی اب تبدیل ہونے لگا تھا۔

اور کچھ ہی پل بعد وہ سیاہ ہڈ والا کھڑکی سے باہر کود گیا۔

پیچھے حمنہ کا مردہ وجود پنکھے پر لٹکا دھیرے دھیرے جھول رہا تھا۔

اور الٹے ہاتھ کی کلائی سے خون اب تک نکل کر نیچے فرش پر قطرہ قطرہ گر رہا تھا۔

جبکہ حمنہ دنیا جہاں سے بے گانا اب پر سکون ہو چکی تھی۔

موت سے ڈرنے والی حمنہ بھی موت جیسے امتحان سے گزر چکی تھی۔

بنا کسی کو خبر لگے!

سورج کی کرنیں بالکونی سے ہوتی ہوئی گلاس ڈور کو چیرتے ہوئے کمرے میں پڑ رہی تھی۔

بیڈ پر منہ تک کمبل اوڑھے تکیے کو سینے سے لگائے وہ نیند کی وادیوں میں گم تھی۔

گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز کمرے کی خاموش فضا میں گونج رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چند ہی پل گزرے تھے کہ سائڈ ٹیبل پر رکھا اس کا فون بج اٹھا۔

بیڈ پر سوئے وجود میں حرکت سی ہوئی۔

مئیصہ نے کسمسا کر کمبل کو منہ پر سے ہٹایا اور اٹھ بیٹھی۔

سائڈ ٹیبل سے فون اٹھایا تو وہ پھر سے بجنے لگا۔

ماہیر کی کال دیکھ کر اس نے یس کا بٹن دبایا۔

ایک کان سے فون لگائے وہ ساتھ ساتھ اپنے کھلے شہد رنگ بالوں کو باندھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو ماہی ہاں بولو!" مئیصہ نے سرسری سے انداز میں پوچھتے ہوئے دیوار پر لگی گھڑی پر نظر ڈالی۔

لیکن اگلے ہی پل اس کی آنکھوں کی پتلیاں گھڑی پر ٹھہر گئی۔ بال باندھتے ہاتھ بھی ہوا میں تھم گئے۔

شہد رنگ بال پھر سے کمر پر پھیل گئے۔

اس نے بے یقینی سے فون کو کان سے ہٹا کر نظروں کے سامنے کیا پھر فوراً سے لگا کر بولی۔

"یہ ت۔۔ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔ما۔۔ماہیر حمنہ! حمنہ کیسے مار۔۔ مر گئی" لفظ جیسے اس وقت لبوں سے نکلنے سے انکاری ہو چکے تھے۔

"مئیصہ پلیز ابھی ہمت کرنے کا وقت ہے تم ایسا کرو سیدھا حمنہ کے گھر پہنچ جاؤ میں وہی جا رہی ہوں!" اتنا کہہ کر ماہیر نے کال کاٹ دی۔

مئیصہ بے یقینی سے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔

پہلے ارسل اور پھر حمنہ!

وہ ایسا وقت تھا جب بے یقینی ختم ہونے سے انکاری تھی۔

لیکن یہ سب حقیقت تھی۔

پہلے ارسل اور پھر حمنہ دونوں مر چکے تھے۔

اُس قاتل نے ان دونوں کو مار ڈالا تھا۔

مئیصہ اس وقت خود کو بے حد بے بس محسوس کر رہی تھی۔

زندگی میں شاید چند ہی ایک پل ایسا گزرا تھا جب وہ بے بسی کی آخری حدود پر تھی اور آج بھی وہ بے بسی کی آخری حدود پر تھی۔

شہد رنگ آنکھیں ضبط سے سرخ ہونے کو آئی تھی لیکن وہ اُسی طرح شاک کے عالم میں بیٹھی تھی۔

وہ آج شاید اس قاتل کے آگے ہار چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کچھ بھی کر لے لیکن وہ قاتل ہمیشہ اس سے دو قدم آگے ہی رہے گا۔

وہ اب کسی کو نہیں بچا پائے گی!

اس نے ضبط سے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کیا تھا۔

پھر فون کو بیڈ پر رکھتے ہوئے کھڑی ہوئی اور سست قدموں سے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

باب چہارم

آخری پیغام

وقت کی رفتار سے بڑھ

کر بھی کچھ ہوا ہے

انسانوں کے چہروں کے

پیچھے چھپی مکاری

کا بھی کبھی کسی کو پتا لگا ہے

بے گناہوں کو مار گرا

رہا ہے اچھے انسانوں کے

پیچھے چھپا ہوا برا انسان

دیکھ رکھے ہیں اس اچھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انسان نے اس برے انسان

کے ناپاک کام

کیا بچا پائے گا وہ اپنی جان

یا پہنچا دے گا اوروں تک اپنا

آخری پیغام!

---

www.novelsclubb.com

شام کے وقت بھی اسپتال میں مریضوں کا معمول سے زیادہ رش تھا۔

مئیصہ اپنے کمرے میں ایزی چیئر پر بیٹھی مسلسل اپنے سر کو دھیرے دھیرے دبا رہی تھی۔

آج کا دن اس کے لیے کافی مشکل تھا۔

پہلے حمنہ کے گھر جانا اس کے اپنوں کو تکلیف میں دیکھنا اور سب سے بڑھ کر حمنہ کو مردہ حالت میں دیکھنا تھا۔

شاید اس سے زیادہ اس کے لیے کچھ تکلیف کا باعث نہیں تھا۔

حمنہ کا کیس ایسا تھا جیسے اس نے خودکشی کی ہو لیکن اس کا دل یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ حمنہ خود اپنی جان لے سکتی ہے۔

صبح سے یہ بات سوچ سوچ کر اب اس کا سر درد کرنے لگا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دھیرے دھیرے اپنے سر کو مسلسل دبا رہی تھی کہ جبھی ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بج اٹھا۔

اس کے گھر سے فون تھا۔اس نے فوری طور پر کال اٹھالی۔

دل میں ایک عجیب سا ڈر بیٹھ گیا تھا۔اپنوں کو کھو دینے کا ڈر پھر سے بڑھ چکا تھا۔

"جی ماں بولیں سب ٹھیک ہے نا!"خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے مئیصہ نے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا تم ٹھیک تو ہو نا؟ یہ کیا چل رہا ہے تمھارے اسپتال میں۔ کون سی ڈاکٹر کا قتل ہو گیا ہے تم ایسا کرو گھر آ جاؤ!" وہ ایک دم ہی بہت سے سوال کر گئی تھیں۔ آواز سے وہ خاصی پریشان لگ رہی تھیں۔

مئیصہ نے ایک گہری سانس اپنے اندر اتاری۔

"آپ کو کس نے بتایا؟" اب وہ اپنے سر کو پھر سے دھیرے دھیرے دبانے لگی تھی ۔

اپنی ماں کی فکر پر اسے بے جا ہی ان پر پیار آیا تھا۔

"بیٹا تمھیں کیا لگتا ہے تم نہیں بتاؤ گی تو مجھے پتا نہیں چلے گا! ٹی وی پر نیوز آ رہی ہے تمھارے اسپتال کی۔" ان کے لہجے میں خفگی در آئی۔

"ماں میں نے بس آپ کو اس لیے نہیں بتایا تھا کہ آپ ٹینشن لیں گی ! میں بالکل ٹھیک ہوں باقی باتیں گھر آکر کرتی ہوں اللہ حافظ۔"اس نے کال کاٹ دی۔

البتہ اس بار لبوں پر ہلکی سی مسکان کا اضافع ہو چکا تھا۔

پھر وہ یونہی اپنا موبائل دیکھنے لگی۔دیکھتے دیکھتے میسنجر کھولا تو نظر ارسل کے نام پر پڑی۔

اس کی طرف سے میسج آیا ہوا تھا اور وہ بھی دو دن پہلے کا ٹھیک اس کے مرنے والے وقت پر۔

مئیصہ کو حیرت ہوئی۔

اس نے جلدی سے ارسل کے نام پر کلک کیا تو میسج اس کی آنکھوں کے سامنے ابھرا

۔

www.novelsclubb.com

اسکرین پر نظر آتے لفظ پڑھ کر تو مئیصہ کی آنکھیں دھندلا سی گئی۔

اسے اسکرین پر نظر آتے لفظوں پر یقین نہ آیا تھا۔

وہ یکدم ہی شدید حیرت کا شکار ہوئی تھی۔

اس نے پھر سے وہ میسج پڑھا پھر بار بار پڑھا!

کیا اس میں جو لکھا تھا وہ سچ تھا!

www.novelsclubb.com

۔

وہ اس وقت اپنے آفس روم میں موجود ارسل کا موبائل نظروں کے سامنے کیے اسکرین پر لکھے لفظوں کو بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔

"قاتل تمھارے آس پاس موجود ہے!" یہ وہ آخری پیغام تھا جو مرنے سے پہلے ارسل نے کسی ڈاکٹر مئیصہ نامی لڑکی کو بھیجا تھا۔

وہ خاصہ الجھا ہوا تھا ارسل اگر قاتل کو جانتا بھی تھا تو اس نے مرنے سے پہلے اسے یا عمر کو میسج کیوں نہیں کیا؟

اس نے پہلی ترجیح ڈاکٹر مئیصہ کو کیوں دی؟

کیا قاتل کا کنیکشن مئیصہ نامی لڑکی سے تھا!

یا قاتل کا اگلا نشانہ مئیصہ نامی لڑکی ہے؟

www.novelsclubb.com

وہ کافی دیر سے انہیں سوالوں میں الجھا ہوا تھا لیکن کوئی بھی ایسا جواب نہیں مل رہا تھا جو اسے مطمئن کر سکے۔

اسی وقت عمر دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

دروازے کی دستک پر سیف نے یکدم ہی چونک کر عمر کو دیکھا۔

"کیا ہوا سب خیریت؟ کچھ ملا ارسل کے فون میں؟" عمر بیٹھتے ساتھ ہی وہ سوال کر گیا۔ سیف نے بنا کچھ کہے فون عمر کی طرف بڑھا دیا۔

اب عمر فون تھامے اسکرین پر لکھے پیغام کو پڑھ رہا تھا۔ پڑھتے ہی اس نے چونک کر سیف کو دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ مئیصہ کون ہے؟اور ارسل نے مرنے سے پہلے اسے ہی یہ میسج کیوں کیا ہے۔"

وہ بھی سیف کی طرح الجھ گیا۔

جواباً سیف نے کندھے آچکا دیے۔

"میری سمجھ میں خود نہیں آرہا ہے کہ یہ مئیصہ نامی لڑکی ہے کون لیکن جتنا مجھے لگ رہا ہے یہ ڈاکٹر ہے تو کہی نا کہی اس کا تعلق اس اسپتال والے کیس سے ہی ہے!"

ماتھے کو ہلکا سا رگڑتے ہوئے سیف نے عمر کے ہاتھ سے موبائل لے لیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ ڈاکٹر مئیصہ کون ہے اس کا جواب صرف سر ہی دے سکتے ہیں اس لیے میں جا رہا ہوں ان سے پوچھنے۔"اس کا انداز دو ٹوک تھا۔

پھر بنا کچھ سوچے سمجھے وہ آفس سے باہر نکل گیا پیچھے عمر بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر نکل گیا۔

کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے فون ہاتھ میں پکڑے سلطان صاحب موبائل میں نظر آتے پیغام کو پڑھ رہے تھے۔

کچھ پل بعد ایک گہری سانس لے کر سلطان صاحب نے موبائل کو ٹیبل پر رکھا اور دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کو ٹیبل پر ٹکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر وہ سیف کو دیکھنے لگے۔

سیف جو کرسی کی پشت سے کمر ٹکائے بیٹھا تھا یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا۔

کچھ دیر تک کمرے کی ہر شے خاموشی میں گھری رہی پھر سلطان صاحب بولے۔

"یہ مئیصہ ہے! جو اسپتال والا کیس میں نے ارسل کو دیا تھا اسی کی ایک قابل ڈاکٹر ہے۔ در حقیقت تو مئیصہ نے ہی مجھے اس کیس پر کام کرنے کو کہا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس اسپتال کے بے گناہ ڈاکٹرز کو مارا جائے وہ قاتل کو سامنے لانا چاہتی تھی بس اسی لیے اس نے مجھ سے رابطہ کیا۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہے تھے۔ سیف انہیں پوری توجہ کے ساتھ سن رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مئیصہ نے کہا تھا اگر ارسل کو کچھ بھی اسپتال کی خبر چاہیے ہو گی وہ اسے دے گی بس اسی لیے وہ دونوں رابطے میں تھے۔ ارسل کی مرنے پر مئیصہ بھی بہت دکھ میں ہے ۔اس کا خیال ہے جانے ان جانے میں ارسل کی موت اس کی وجہ سے ہوئی ہے۔ وہ کہتی ہے جب جب وہ ارسل سے ملتی تھی کچھ عجیب ضرور محسوس کرتی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

۔شاید قاتل شروع سے ہی ان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔وہ ناامید ہو چکی ہے اب !"
وہ روانی میں کہتے کہتے ایک پل کو رک گئے پھر سیف کے چہرے کو غور سے دیکھا
۔

"میری اس سے بات ہوئی تھی۔میں نے مئیصہ کو کہا بھی کہ میں کسی اور ایجینٹ کو لگادوں اس کیس پر لیکن اس نے منع کر دیا۔وہ کہتی ہے کہ اب وہ کسی اور ایجینٹ کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی اس نے سب کچھ اب اللہ پر چھوڑ دیا ہے!"وہ خاموش ہوئے تو انہوں نے سیف کو دیکھا جس کے لبوں پر اچانک ہی طنزیہ مسکراہٹ ابھری تھی۔

"ارسل کا مرنے سے پہلے مئیصہ نامی لڑکی کو میسج کرنا! قاتل کو دیکھ کر چونکنا! اور مئیصہ کو کچھ دن سے عجیب محسوس ہونا! اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ وہ قاتل وہی

ہے جو اسپتال میں ڈاکٹرز کو قتل کر رہا ہے۔ارسل کو مارنے والا اور ڈاکٹرز کو مارنے والا ایک ہی ہے۔"سیف کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے سب کہہ رہا تھا۔

سلطان صاحب نے بھی اس کی بات پر سر ہلایا۔

"اب کیا کرنا ہے اس کیس کا؟"سیف نے کچھ سوچتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔

"میرے خیال سے اس کیس کو اب تمھیں سمبھال لینا چاہیے کیونکہ جتنا مجھے پتا ہے تم اب ارسل کے قاتل کو یوں کھلا تو چھوڑنے نہیں والے اور ارسل کے قاتل کا پتا تب ہی لگ سکتا ہے جب تم یہ کیس لے لو!اور میری بھی یہی خواہش ہے کہ تم یہ کیس سنبھالو۔ویسے بھی جس کیس پر تم کام کر رہے تھے وہ بھی اختتام پر ہی ہے۔"انہوں نے ایک نظر ٹھہر کر سیف کو غور سے دیکھا اور پھر بولنا شروع ہوئے۔

"اور اگر تمھیں کوئی مدد کی ضرورت ہو تو ڈاکٹر مئیصہ تمھاری مدد۔۔۔"

"مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔میں خود سے یہ کیس حل کر سکتا ہوں اور آپ سے گزارش ہے اگر میں یہ کیس لوں بھی تو آپ اس بارے میں ڈاکٹر مئیصہ کو کچھ نہیں بتائیں گے۔مجھے نہیں پسند کے کوئی میرے کام میں دخل دے۔"وہ فوراً سے سلطان صاحب کی بات کو بیچ میں کاٹ کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"میں آپ کو اپنا آخری جواب کچھ دیر میں دیتا ہوں۔"اس کا اشارہ کیس کی طرف تھا۔وہ کھڑا ہوا ارسل کے موبائل کو ٹیبل پر سے لیتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔ کرسی پر بیٹھے سلطان کو یقین تھا کہ وہ یہ کیس لے لے گا۔

۔

صبح کا وقت تھا وہ مگن سے انداز میں سیڑھیاں اترتے ہوئے سیدھا ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اندر سربراہی کرسی پر بیٹھے اپنے باپ کو دیکھ کر اس کے قدم ٹھہر گئے۔

اس نے ایک نظر اپنی ہتھیلی پر بندھی پٹی کو دیکھا۔اور پھر حیدر صاحب کو۔ پھر لاپرواہی سے کندھے آچکاتا ہوا ڈائننگ روم میں گھس گیا۔

www.novelsclubb.com

ہتھیلی اور بازو دونوں کے زخم اتنے گہرے تھے کہ وہ بھرنے میں وقت لے رہے تھے۔ ورنہ اب اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہاتھ کی پٹیاں اتار کر پھینک دے بس شاید کسی وجہ سے رکا ہوا تھا۔

اس کے قدموں کی آواز پر حیدر صاحب نے چہرے کے سامنے پھیلے اخبار کو تھوڑا موڑ کر اسے دیکھا۔

عرشمان ایک سرسری سی نگاہ ان پر ڈال کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب ہی زلیخا بیگم بھی ایک ملازمہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

ملازمہ ناشتے کے لوازمات رکھ کر چلی گئی تو زلیخا بیگم حیدر صاحب کے کپ میں چائے انڈیلنے لگی۔

حیدر میر نے اپنا اخبار سائڈ پر رکھ دیا پھر کپ اٹھانے لگے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عرشمان نے مگن سے انداز میں اپنا بینڈج میں لپٹا ہاتھ آگے کر کے جوس کا گلاس اٹھایا تو حیدر میر کا کپ کو بڑھتا ہاتھ ٹھہر گیا۔

ایک نظر انہوں نے بینڈج والے ہاتھ کو دیکھا اور پھر عرشمان کو جو مزے سے اب جوس کا گلاس لبوں سے لگا چکا تھا۔

"یہ کیا ہوا ہے تمھارے ہاتھ میں؟ کیا کرتے پھر رہے ہو تم آج کل!" انہوں نے سختی سے پوچھا۔ عرشمان نے سرسری سے انداز میں انہیں دیکھا پھر جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔

"کمال ہے آج حیدر میر کسی کی فکر کر رہے ہیں! سچ کہوں تو میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں ڈیڈ لیکن اگر میں آپ سے پوچھوں تو کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ

اتنے دن سے کہا تھے۔ کیا آپ کو ایک بار بھی اپنی بیوی کا خیال نہ آیا۔" وہ بنا ان کے غصے کی پرواہ کیے بغیر لہجے کو نارمل کیے بول رہا تھا۔

(حیدر میر کچھ دنوں سے بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے)

حیدر صاحب نے اپنی گہری کتھئی آنکھوں سے عرشمان کو گھورا۔ عرشمان بھی اپنی کتھئی آنکھیں ان پر جمائے انہیں دیکھتا رہا۔

وہ ہو بہو اپنے باپ جیسا تھا۔ کتھئی آنکھیں کھڑی ناک، گورا رنگ اور بھورے ہی بال۔

وہ اپنے باپ کی جوانی تھا لیکن دونوں کے مزاج بہت الگ تھے۔

حیدر میر صرف اپنے بارے میں سوچتے تھے اپنے مفاد کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھے۔

www.novelsclubb.com

لیکن عرشمان ان سے بہت مختلف تھا وہ کبھی صرف اپنے بارے میں نہیں سوچتا تھا
۔

وہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے سے جڑے لوگوں کا بھی خیال کرتا تھا۔

لیکن اس میں ایک عادت اور بھی تھی جو حیدر میر سے بہت مختلف تھی اور وہ تھی
صاف گوئی۔

وہ ہمیشہ صاف گوئی سے کام لیتا تھا۔گھوما پھرا کر باتیں کرنا اس کی عادت نہیں تھی۔
جو دل میں ہوتا ہے وہی اس کے منہ پر ہوتا ہے۔ وہ دل میں باتیں رکھ کر دل
رکھنے والی باتیں نہیں کرتا تھا۔

"عرشمان اپنی حد میں رہو میں تمھارا باپ ہوں!" حیدر میر کو یکدم ہی تیش میں آتا
دیکھ زلیخا گھبرا گئی جبکہ ان کے برعکس عرشمان مطمئن سا بیٹھا رہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اور میں بھی آپ کا بیٹا ہو ڈیڈ کوئی ملازم نہیں!" اس کا لہجہ دوٹوک تھا۔ حیدر میر نے غصے سے کوٹ میں لگے نیپ کن کو ٹیبل پر پٹکا۔

"زلیخا سمجھالو اسے بہت زبان چلنے لگی ہے اس کی۔ سمجھاؤ اور کل سے آفس بھیجو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" اب کہ حیدر میر نے زلیخا بیگم کو غصے سے دیکھا۔ آمنہ بیگم سہم کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے ابھی کہا ہے میں عرشمان میر ہوں آپ کا ملازم نہیں!" اس بار اس کا لہجہ تھوڑا سخت ہوا تھا۔ زلیخا بیگم نے التجائی نظروں سے عرشمان کو دیکھا۔

"دیکھ لو یہ ہے تمھاری تربیت! سالوں سے کیا تربیت کرتی آئی ہو تم۔کوئی کام تم سے ڈھنگ سے نہیں ہوا" وہ غصے سے چیخ پڑے تھے۔زلیخا بیگم نے ڈر کر اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں تھی۔انہیں ڈر تھا کہ کہی ایک بار پھر سے حیدر میر غصے سے بے قابو نا ہو جائیں۔

"آج آپ نے یہ بول دیا ہے لیکن آج کہ بعد اگر آپ نے میری ماں کی تربیت پر انگلی اٹھائی نا تو پھر مجھے آپ کا بیٹا بننے سے کوئی نہیں روک سکتا! آپ خود بھی نہیں! "عرشان بھی غصے سے کرسی دھکیل کر کھڑا ہوا پھر اپنے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگا۔

"یاد تو ہے نا کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں؟ کیا کیا کر چکے ہیں! مجھے امید ہے آپ بالکل نہیں چاہیں گیں کہ میں آپ جیسا بنوں اس لیے آئندہ میری ماں کو کچھ بھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بولنے سے پہلے یاد رکھیے گا!"اس کا لب و لہجہ برفیلا سا تھا سامنے والے کو جما دینے والا۔کرسی پر بیٹھے حیدر میر کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔

ان کے کیے گئے اعمال آج ان کے سامنے کھڑے تھے۔ان کے بیٹے کی صورت میں!

عرشمان نے آگے بڑھ کر زلیخا بیگم کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور انہیں لیے ڈائننگ روم سے باہر نکل گیا پیچھے حیدر میر کو عرشمان بولنے سے محروم کر گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

۔

وہ ابھی ایک پیشنٹ کے روم سے نکلی ہی تھی کہ اسے دور سے ماہیر آتی ہوئی دکھائی دی۔اس کے چلتے قدم تھم گئے اور وہ ماہیر کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھنے لگی۔ماہیر اسے چہرے سے تھوڑی گھبرائی ہوئی سی لگی تھی۔

"کیا ہوا ماہیر سب ٹھیک تو ہے؟"ماہیر جیسے ہی اس تک پہنچی اس نے پوچھا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہے اسپتال کے باہر رپوٹرز کی بہت بھیڑ ہے گاڈز بھی نہیں سمبھال پا رہے ہیں۔تم چلو جلدی اب ہمیں ہی کچھ کرنا پڑے گا۔"ماہیر نے ہانپتے ہوئے کہا پھر اپنی سانسوں کو معمول پر لانے لگی۔

ماہیر کے جواب پر مئیصہ فوراََ باہر کی طرف تیزی سے بڑھی تھی ساتھ ماہیر بھی اس کے پیچھے پیچھے لپکی تھی۔

-

اسپتال کے انٹرینس پر رپورٹرز کی کافی بھیڑ تھی۔ تین سے چار گاڈز اپنی بھرپور کوشش کر کے انہیں اندر آنے سے روک رہے تھے۔ پاس ہی بہت سے ڈاکٹر کھڑے تھے جو نا جانے کیا کیا بول کر انہیں خاموش کرنے کی کوشش میں لگے تھے

-

راہداری سے گزرتے ہوئے جب مئیصہ انٹرینس کی طرف بڑھی تو اتنی بھیڑ دیکھ کر اس کے قدم ایک پل کو تھم گئے۔

پیچھے سے آتی ماہیر بھی مئیصہ کو دیکھ کر رک گئی۔

مئیصہ نے رخ موڑ کر ایک نظر ماہیر کو دیکھا اور پھر اس بھیڑ کی جانب بڑھ گئ۔

رپورٹرز اپنی مکمل کوشش کر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے ساتھ ساتھ ہر ایک کونے سے کوئ نا کوئی رپورٹ سوال پر سوال کر رہا تھا۔

"آپ کے اسپتال کے ڈاکٹرز کو کیوں مارا جا رہا ہے۔"

"کیا ڈاکٹر حمنہ نے واقعی خودکشی کی ہے!"

"کیا پتا ڈاکٹر حمنہ کا ہی یہ سارا پلین ہو۔کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ان کے مرنے کے بعد اسپتال کا نام خراب ہو سکتا ہے۔"

"کیا اس سب کے پیچھے اسپتال کا کوئی اندر کا ہی ہے!"

"آخر اس سب کے پیچھے کون ہے!"

اس جیسے ڈھیروں سوال سن کر مئیصہ کا سر چکرانے لگا تھا۔

وہ فوراً ان کی طرف بڑھی تھی۔

ایک لمحے میں ہی جیسے صبور، حمنہ اور ارسل کے مر جانے کا دکھ ساتھ امڈ آیا تھا۔

"کیا آپ جانتے کے کہ آپ کا یہ عمل ہمارے اسپتال پر کتنا برا اثر چھوڑ سکتا ہے۔"

اب وہ تمام رپورٹرز کے سامنے کھڑی تھی۔

سارے رپورٹر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔اور اپنے کیمرے اس پر فکس کر لیے۔

کافی کیمرے کی فوٹیج اس وقت لائو نشریات پر چل رہی تھی۔

"تو میم پھر آپ ہی بتائیں اس سب کے پیچھے کون ہے! کیا ڈاکٹر حمنہ اس سب کے پیچھے تھی۔ کیا وہ اپنی موت کے ذریعے اسپتال کا نام خراب کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ ان کا قتل نہیں کیا گیا انہوں نے خود اپنی جان لی ہے" ایک کیمرہ مین فوراً سے اس کی طرف لپکا۔

"آپ جانتے بھی ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں! ایک انسان کی جان چلی گئی اور آپ اسے ہی اس سب کا قصور وار ٹھہرا رہے ہیں۔ آپ کو کس نے حق دیا ہے کہ آپ یوں کسی پر انگلی اٹھائیں۔" غصے اور دکھ کی وجہ سے اس کی دھیمی آواز اونچی ہونے لگی تھی۔ سارے رپورٹرز خاموش ہو چکے تھے۔

"قاتل کو پکڑنے کے بجائے آپ یہاں کھڑے ہیں! میں پوچھتی ہو اس سب سے کیا حاصل ہو سکتا ہے! صرف آپ ہمارا اور اپنا وقت برباد کر رہے ہیں اگر اتنا ہی وقت آپ قاتل کو پکڑنے میں لگائے تو مجھے یقین ہے کہ قاتل بہت جلد ہمارے سامنے ہو گا!" وہ جیسے اس بار غصے سے پھٹ پڑی تھی۔ سارے رپورٹرز کا سانپ سونگھ چکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لیکن نہیں آپ لوگ کیوں پکڑیں گیں قاتل کو بلکہ آپ کیا یہاں کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ایک قاتل کو پکڑ سکے۔ یہاں سب انگلیاں اٹھانا جانتے ہے یا پھر مجھے یہ سمجھنا چاہیے کہ عورتوں کے حق میں کوئی نہیں بولتا! ہر جگہ سارا قصور عورت کا ہی مانا جاتا ہے" وہ کہتے کہتے ایک پل کو رکی تو پوری راہداری میں خاموشی چھا گئی۔

"کیا یہاں کسی میں اتنا بھی ظرف نہیں ہے کہ وہ عورتوں کے حق میں آواز اٹھا سکے ان بے قصور ڈاکٹرز کو انصاف دلا سکے جن کے نا جانے کتنے ہی خواب تھے! ارمان تھے!" اس کا لب ولہجہ دھیمہ ضرور تھا لیکن اس کے لفظ بہت بے رحم تھے۔

"کیا ہم عورتوں کا اتنا بھی حق نہیں کے کوئی ہمارے حق میں بولے، لڑے! مجھے یقین ہے اگر یہاں کوئی مرد ذات ہوتا تو سارے مردوں کی مردانگی جاگ چکی ہوتی لیکن اس معاشرے میں ایک عورت دوسری عورت کے حق میں آواز اٹھانے سے بھی ڈرتی ہے۔ کیا آپ لوگوں کو نہیں لگتا ڈاکٹر حمنہ اور ڈاکٹر صبور کو انصاف ملنا چاہیے۔" اپنی شہد رنگ آنکھیں باری باری ہر رپورٹ سے گزارتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی۔

وہ کافی دیر تک خاموش رہی تھی اب کوئی کچھ نہیں بول سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھا کیسے آپ لوگوں کی ہوا نکل گئی انصاف کے نام پر۔ اس لیے مہربانی ہو گی اگر کسی کو انصاف نہیں دلا سکتے تو اس پر کیچڑ بھی اچھالنا بند کر دیں!" اب کے اس کا لہجہ آہستہ آہستہ دھیما ہو رہا تھا۔ وہ اپنی سپاٹ آنکھوں سے اب بھی سارے رپورٹرز کو دیکھ رہی تھی۔

وہاں موجود سب اس وقت خاموش تماشائی بن چکے تھے۔

"قاتل کون ہے، یہ سب کیوں ہو رہا ہے اس کا پردہ فاش اللہ ضرور کرے گا۔
کیونکہ آپ جیسے لوگوں سے امید لگانا بے کار ہے۔ میں اب بھی یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ یہاں ایسا کوئی نہیں ہے جو عورت کے لیے آواز اٹھائے۔"

بولتے ہوئے اس کی شہد رنگ آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے دکھ کا تاثر ابھرا تھا۔

وہی دکھ جو اسے تین لوگوں کے مرنے کا تھا۔

تیسرا شخص وہ تھا جس کا وہ کسی کو چاہ کر بھی نہیں بتا سکتی تھی۔

اس کا دل اب بالکل اداس ہو چکا تھا ساری امیدیں جیسے ٹوٹ گئی تھی۔

مئیصہ ایک نظر سب پر ڈال کر پلٹی پھر باری باری آس پاس کھڑے ڈاکٹرز کو دیکھا جس میں سے کسی نے شرمندگی کے مارے سر جھکایا تھا تو کوئی اسے فخر سے دیکھ رہا تھا۔ پھر بنا کسی چیز کی پرواہ کیے وہ وہاں سے چلی گئی۔

جانتی تھی کہ اب وہاں کھڑا کوئی بھی شخص کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں بچا ہے۔

وہی کہی بہت دور کوئی اندھیرے کمرے میں بیٹھا اسکرین پر نظر آتے اس کے وجود کو بڑی نفرت سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اس وقت ہر تاثر سے پاک بالکل سپاٹ تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہی اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے کمر ٹکائے عرشمان مزے سے بیٹھا سامنے دیوار پر لگے ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ہاتھ میں موجود ریموٹ مسلسل ناچ رہا تھا اور وقفے وقفے سے چینل بھی بدلے جا رہے تھے۔

ایک چینل پر آ کر عرشمان کے ہاتھ تھم گئے۔ نظروں میں حیرانی سمٹ آئی۔وہ ایک لمحے میں ہی سیدھا ہو بیٹھا۔

سامنے ٹی وی اسکرین پر وہی ڈاکٹر نظر آ رہی تھی جس نے اس کا علاج کیا تھا۔

ہاں وہی ڈاکٹر جس کا نام مئیصہ تھا! وہ بھلا اس کا نام کیسے بھول سکتا تھا۔

اس کی تقریر سن کر لمحے لمحے بعد اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے۔

پہلے حیرانی، پھر نا سمجھی اور پھر لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔

پہلی ہی ملاقات میں وہ اتنا تو جان چکا تھا کہ وہ بہت الگ ہے شاید سب سے الگ! اور آج یہ بات ثابت بھی ہو گئی تھی۔

اسے اچانک ہی ان کی پہلی ملاقات یاد آئی تھی ساتھ ہی مئیصہ کا غصہ اس کا چڑنا یاد آیا
۔

ناجانے کیا ہوا تھا اس کو اس وقت جو وہ سب بول گیا۔

شاید تکلیف کا اثر تھا۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ شاید وہ ڈاکٹر اس سے اب تک ناراض ہو گی۔

سوچتے سوچتے یک دم ہی اسے ایک خیال آیا۔

اور وہ مسکرا اٹھا۔

اب اسے بس اپنے خیال پر عمل کرنا تھا۔

اب وہ پھر سے بیڈ کراؤن سے کمر ٹکائے مزے سے مئیصہ کے منہ سے نکلتے لفظوں کو سن رہا تھا۔

کچھ ہی پل گزرے تھے کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ عرشمان نے ٹی وی بند کیا تو تبھی زلیخا بیگم کمرے میں داخل ہوئی۔

انہیں دیکھ کر عرشمان نے گہری سانس لی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں اس کے پاس کیوں آئیں تھی۔

اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اب وہ ان کی بات سے انکار نہیں کر پائے گا۔

کیونکہ شاید اس دنیا میں وہ واحد ہی ایسی تھی جن کی بات عرشمان بنا کچھ کہے مان جایا کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

۔

بھاری جوتوں کی آواز راہداری کی خاموش فضا میں گونج رہی تھی۔ وہ جو کوئی بھی تھا مضبوطی سے راہداری میں قدم بڑھا رہا تھا۔

چوڑے شانے اور سپاٹ آنکھیں!

اس کے مضبوطی سے بڑھتے قدم تھم گئے سپاٹ آنکھیں لکڑی کے بھورے دروازے پر ٹک گئی۔

پھر اگلے ہی پل جیب سے چابی نکال کر لاک میں گھسائی اور بنا دائیں بائیں دیکھے اندر داخل ہو گیا۔

اندر کمرے کا منظر کافی دھندلا سا تھا۔ کوئی بھی چیز دکھنے سے انکاری تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر سائڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ جلایا تو کمرے میں ہلکی ہلکی زرد روشنی پھیل گئی۔

www.novelsclubb.com

اب کچھ کچھ چیزیں واضح ہوئی تھی۔سائڈ ٹیبل کے پاس ہی ایک بڑا سا بیڈ تھا جس پر کسی انسان کا وجود اس بات کی نشاندھی کر رہا تھا کہ اس کے علاؤہ بھی کمرے میں کوئی اور موجود تھا۔

وہ آگے بڑھا اور بیڈ کے سرہانے بیٹھ گیا۔پاس ہی بہت سی مشینیں جو اسپتال میں استعمال کی جاتی ہے رکھی تھی۔

اس شخص نے بیڈ پر لیٹے عمر رسیدہ آدمی کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔

اور انہیں دیکھے گیا۔کچھ دیر پہلے والی سپاٹ آنکھوں میں اب تکلیف جھلک رہی تھی

۔

وہ شخص اپنے اوپر ضبط کیے ہوئے تھا جبکہ بیڈ پر لیٹا وجود دنیا جہاں سے بے خبر لیٹا تھا

۔

www.novelsclubb.com

کافی دیر تک کمرے میں خاموشی پھیلی رہی۔وہ بیڈ پر لیٹے شخص کو دیکھتا رہا۔آنکھیں دیکھتے ہی دیکھتے آنسوؤں سے بھرنے لگی۔

اور پھر جیسے اس کا ضبط بھی جواب دینے لگا۔

"با۔۔بابا!" ذرہ روشنی میں اس کے لب ہلتے ہوئے محسوس ہوئے۔لب جیسے ملنے سے انکاری ہو گئے تھے۔وہ جو بولنا چاہتا تھا وہ بھی نا بول پا رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی اور کچھ بول نہیں پایا تھا۔

اس کے اس ایک لفظ میں بہت سے احساس جھلک رہے تھے۔پیار، محبت، تکلیف، دکھ، اذیت، بے بسی اور نا جانے کیا کیا تھا اس کے لہجے میں۔

وہ جھکا اور بیڈ پر لیٹے عمر رسیدہ آدمی کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر جھٹکے سے کھڑے ہو کر کمرے سے نکل گیا۔پیچھے ان کا خاموش وجود بالکل ویسے ہی لیٹا رہا۔

www.novelsclubb.com

ساکت!

بالکل خاموش!

-

دوپہر کا وقت تھا۔ وہ تروتازہ ہو کر کمرے سے نکلا۔ سردی باقی دنوں کی نسبت آج کچھ زیادہ تھی اس لیے آج اس نے سردی کے حساب سے کپڑے پہنے تھے۔

سیاہ شرٹ پر گہرے بھورے رنگ کی لیدر کی جیکٹ کے ساتھ سیاہ ہی پینٹ پہن رکھی تھی۔

کتھئی آنکھیں سن گلاسس سے چھپی تھی جبکہ بھورے بال ماتھے پر بے ترتیب سے بکھرے پڑے تھے۔

بلاشبہ وہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔ جس سے وہ قطعی لاعلم نا تھا۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے اس نے اپنی کلائی میں پہنی گھڑی کو دیکھا جو اس وقت دوپہر کے دو بجا رہی تھی۔

پھر جلدی جلدی سیڑھیاں اتر کر گھر سے باہر نکل آیا۔

پورچ میں کھڑی تین سے چار گاڑیوں میں سے وہ ایک سیاہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

پھر گاڑی کے انگیشن میں چابی گھوما کر ساتھ ہی گاڑی کو سڑک پر ڈالا۔

اب سیاہ چم چماتی گاڑی سرمئی سڑک پر رواں دواں تھی۔

کچھ ہی دیر بعد گاڑی ایک سگنل پر رکی تو اس کی نظریں سڑک کے کنارے پر بنی ایک پھولوں کی دکان پر جا ٹھہری۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی کتھئی آنکھیں چمک اٹھیں۔اس نے گاڑی کو موڑ کر اس پھولوں والی دکان کے سامنے روکا۔

چابی کو اگنیشن سے نکالنے ہی لگا تھا کہ اس کا ڈیش بورڈ پر رکھا فون بج اٹھا۔

اس نے فون اٹھا کر نظروں کے سامنے کیا تو اسکرین پر اورہان کا نام دیکھ کر ایک گہری سانس لی پھر فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"ہاں بولو۔۔"اس کے لہجے میں صاف صاف بے زاری جھلک رہی تھی۔

"کہاں ہو تم؟"اورہان کے سوال پر اس کے آبرو اٹھے۔

"ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں!" اس نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانکا۔

"ضروری کام سے؟ کون سے ضروری کام سے میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گا!" دوسری طرف اورہان سیدھا ہو بیٹھا۔ عرشمان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"دماغ تو درست ہے!"

"ہاں بالکل درست ہے بتاؤ کہاں ہو میں آرہا ہوں۔" وہ عرشمان کو بالکل سنجیدہ لگا تھا۔

"تم کیوں جانے لگے میرے ساتھ کیا پاگل واگل ہو گئے ہو۔" عرشمان نے نا سمجھی سے سخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

"ہاں تم سمجھو میں پاگل ہی ہو گیا ہوں لیکن میں تمھیں یوں اکیلے جانے نہیں دوں گا پہلے بھی تم ایک ضروری کام کا کہہ گئے تھے اور گولی کھا کر آ گئے اس بار میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔" اورہان کے جواب پر عرشمان کا دل کیا اپنا سر اسٹیرنگ سے دے مارے۔

اس نے ایک لمحے کے لیے اپنی گردن کو دائیں بائیں گول گول گھمایا اور بولا۔

"تم میری بیوی بننا بند کرو اورہان اور اب فون بند کرو۔" بیوی کے نام پر دوسری جانب بیٹھے اورہان نے بدمزہ ہو کر اپنا پہلو بدلا۔

"میں تو نہیں کروں گا فون بند۔" اس کا انداز بالکل بچوں جیسا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ٹھیک ہے پھر میں کر دیتا ہو خدا حافظ !" اور اگلے ہی پل عرشمان نے فون کاٹ دیا

۔

دوسری طرف اور ہان ہیلو ہیلو ہی کرتا رہ گیا۔ دوسری بار فون کرنے کی غلطی اس نے بالکل نا کی تھی جانتا تھا عرشمان کو اب دو کیا دو سو بار بھی فون کر لو لیکن وہ نہیں اٹھانے والا تھا۔

دوسری طرف عرشمان نے موبائل کو جیب میں رکھا پھر گاڑی سے باہر نکل کر پھولوں والی دکان میں گھس گیا۔

۔

دوپہر کے وقت اسپتال میں معمول کے مطابق رش تھا۔ ریسیپشن کے پاس ہی مریضوں کے ساتھ آئے بہت سے لوگ کرسیوں پر بیٹھے تھے تو کوئی ادھر سے اُدھر چکر کاٹتا دیکھائی دیتا تھا۔

مئیصہ ریسیپشن پر کھڑی ریسیپشنسٹ کو کچھ فائل میں دیکھ کر بتارہی تھی اور ریسیپشنسٹ مسلسل اپنے سر کو ہلارہی تھی۔

آج وہ سیاہ لمبی کمیز کے ساتھ سیاہ ہی کھلے ٹراؤزر کو زیب تن کیے ہوئے تھی۔

شہد رنگ بال دونوں شانوں پر پھیلے تھے جبکہ شہد رنگ آنکھوں میں آج کاجل کا اضافہ ہوا تھا۔

سیاہ رنگ اس پر کافی جچ رہا تھا۔ لیکن وہ بے نیاز بنی کاموں میں مصروف تھی۔

مئیصہ نے کچھ بول کر فائل ریسیپشنسٹ کی طرف بڑھادی۔ پھر راہداری کی طرف بڑھنے لگی۔

وہ ریسیپشن سے آہستہ آہستہ دور ہونے لگی پھر کافی دور جاکر کسی کے پکارنے پر رک گئی۔

اب ایک نرس اس کی طرف بڑھی تھی۔ پھر کچھ کہہ کر نرس نے بھی ایک مریض کی فائل اسکے سامنے کھول دی جیسے وہ غور سے دیکھنے لگی۔

دیکھتے دیکھتے نظریں بے اختیار ہی بھٹکتی ہوئی سامنے کو اٹھی لیکن پھر ایک لمحے کے لیے ہٹنے سے انکاری ہوگئی۔

سامنے سے نکھرا نکھرا عرشمان میر اسے اپنی ہی جانب آتا ہوا دیکھائی دیا۔

سیاہ شرٹ اور بھورے رنگ کی جیکٹ میں ملبوس ایک ہاتھ میں گلابوں کا بکے پکڑے دوسرے ہاتھ کو جیکٹ کی جیب میں ڈالے وہ اسے ایک پل کو مغرور شہزادہ لگا تھا۔

پھر اگلے ہی پل اپنے خیال کو جھٹکتے ہوئے اس نے اپنا سارا دھیان فائل پر لگا دیا۔

عرشان نے دیکھا کہ مئیصہ نے اسے ایک پل کے لیے دیکھا اور پھر وہ فائل میں دیکھنے لگی۔

مطلب وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی! عرشان بے اختیار ہی ہلکا سا ہنس دیا۔

اسے معلوم تھا وہ اس سے پہلی ملاقات کی وجہ سے ناراض ہے۔وہ جانتا تھا کہ وہ درد کی وجہ سے کچھ زیادہ بول گیا تھا۔

لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ تا قیامت وہ اپنی اس غلطی کی معافی نہیں مانگے گا۔

اور پھر وہ اس کی طرف بڑھ گیا اور کچھ ہی پل بعد وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

مئیصہ نے اسے بالکل نہیں دیکھا۔اور عرشمان اسے ہی دیکھتا رہا۔

وہ نرس فائل لے کر چلی گئی لیکن پھر بھی مئیصہ نے عرشمان کو نہیں دیکھا وہ ہنوز بے نیاز بنی اپنا رخ بدلے ادھر اُدھر دیکھتی رہی۔

عرشمان نے کچھ سوچ کر ہلکا سا گلا کھنکارا لیکن مئیصہ پھر بھی نہ متوجہ ہوئی۔

اس بار عرشمان نے اپنی گردن کو تھوڑا جھکا کر ٹھیک اس کے چہرے کے سامنے کیا ۔پھر بولا۔

"مانا ہماری پہلی ملاقات اتنی خوش گوار نہیں گزری تھی لیکن اب اتنی بھی بری نہیں تھی کہ آپ مجھ سے یوں منہ ہی پھیر لیں!"اس کا لب ولہجہ قدرے دھیما تھا۔لیکن لہجے میں صاف شوخی جھلک رہی تھی۔

اس بار مئیصہ نے اپنی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں ؟"مئیصہ نے سخت لہجے میں پوچھا۔مئیصہ کو اپنی طرف متوجہ پاکر عرشمان سیدھا ہوا۔پھر ہولے سے مسکرادیا۔

"وہ دراصل آپ نے میرے زخمی ہاتھ کو ناکارا ہونے سے بچالیا تو بس اسی کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں !"اس کے دھیمے انداز پر مئیصہ نرم پڑی۔پھر ایک نظر اسے غور سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں روز ایسے ہزاروں لوگوں کا علاج کرتی ہوں۔" سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے مئیصہ نے ایک بار پھر اپنا رخ بدل لیا۔

"لیکن میں ان ہزاروں میں شامل نہیں ہوتا، میں ان ہزاروں لوگوں سے بہت مختلف اور خاص ہوں! کیونکہ میں عرشمان میر ہوں! اس لیے آپ کا شکریہ۔"

آہہ وہ کتنا سیلف ابسیسڈ تھا! مئیصہ نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا۔ سینے پر ہاتھ ہنوز بندھے تھے

"ٹھیک ہے پھر تو مجھے بھی تمھارا شکریہ ادا کرنا چاہیے!" لبوں کو زبردستی مسکراہٹ میں ڈھالتے ہوئے مئیصہ نے کہا۔

"اچھا لیکن کیوں۔" عرشمان نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

آس پاس سے گزرتے لوگ اب انہیں غور سے دیکھ رہے تھے۔

"بس اسی لیے کہ شکر ہے کہ آپ جلدی ٹھیک ہو کر اپنے گھر چلے گئے اگر ایک اور دن بھی آپ یہاں ٹھہرتے تو نا جانے میرا کیا حال ہونا تھا!" یہ طنز تھا جو سپاٹ لہجے میں کیا گیا تھا۔

سامنے کھڑا عرشمان شرمندہ ہونے کے بجائے پوری بتیسی نکال کر ہنس دیا۔

"کوئی بات نہیں ڈاکٹر یہ تو میرا فرض تھا!" وہ عجیب کے ساتھ ساتھ بے شرم اور منہ پھٹ بھی تھا آج اس بات کا اندازہ مئیصہ کو ہو چکا تھا۔

مئیصہ نے اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اسے گھورا جوابًا وہ مستقل ڈھیٹوں کی طرح مسکراتا رہا۔ مئیصہ نے سختی سے اپنا رخ دوسری جانب پھیل لیا۔

کافی دیر بعد بھی جب مئیصہ نا بولی تو عرشمان پھر سے بولنے لگا۔

"ویسے بڑی بری بات ہے ایک مریض خود چل کر آپ کے پاس آیا ہے اور آپ مروتاً بھی اس کا حال احوال نہیں پوچھ رہی۔" اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی برا مان گیا تھا۔

مئیصہ کو اچانک اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"ویسے آپ مریض تو کہی سے نہیں لگ رہے۔۔" ابھی اس کی بات جاری ہی تھی کہ عرشمان فوراً سے بیچ میں بول اٹھا۔

"ہاں جانتا ہوں، میں بہت ہینڈ سم لگ رہا ہوں لیکن اب آپ یوں سب کے سامنے کہہ کر مجھے شرمندہ نہیں کر سکتی!" اس کی بات پر مئیصہ کا دل کیا یا تو اپنا سر کہی

دے مارے یا پھر سامنے کھڑے شخص کا۔عرشمان مئیصہ کے تاثرات سے بھرپور لطف اندوز ہو رہا تھا۔اس کا دل کر رہا تھا کہ بس سامنے کھڑی لڑکی کو ایسے ہی تنگ کیے جائے۔

"تمھیں شرم نہیں آتی!" صدمے سے چور آواز۔

"آتی ہے نا جب جب خود کو آئینے میں دیکھتا ہوں شرم خود باخود آ جاتی ہے۔" وہ فٹ سے بولا۔مئیصہ نے اسے عجیب انداز میں دیکھا۔یہ شخص اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا چھوڑیں آپ بھی نا جانے کون کون سی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہے پہلے ذرہ میرے ہاتھ کا جائزہ تو لے لیں !"اس نے فوراً اپنا زخمی ہاتھ آگے کیا جواب کافی بہتر ہو چکا تھا۔

مئیصہ نے بنا کچھ بولے اس پر ایک خاموش نظر ڈالی پھر مڑ کر آگے بڑھ گئی۔ عرشمان بھی ساتھ ہی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

-

www.novelsclubb.com

مئیصہ عرشمان کو اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔ وہ دونوں اس وقت کمرے میں لگی بڑی سی ٹیبل کے نزدیک کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ پاس ٹیبل پر وہی پھولوں کا بکے رکھا ہوا تھا جو کچھ دیر پہلے عرشمان لے کر آیا تھا۔

مئیصہ تھوڑی آگے کو جھکی عرشمان کی ہتھیلی کے زخم کا جائزہ لے رہی تھی جبکہ عرشمان میر کی نظر پورے کمرے میں گھوم رہی تھی۔

گھوم گھماتی ہوئی عرشمان کی نظریں مئیصہ پر آ ٹھہری۔

اس کی کتھئی آنکھیں مئیصہ کے شہد رنگ شانوں پر پھیلے بالوں سے ہوتی ہوئیں کان میں پہنی چھوٹی چھوٹی بالیوں پر آ ٹکی۔ جو وقفے وقفے سے ہولے ہولے ہل رہی تھی۔

اسی وقت مئیصہ نے مگن سے انداز میں اپنے آگے آتے بالوں کو پیچھے کیا تو عرشمان کی نظریں بھٹکتی ہوئی اس کی شہد رنگ آنکھوں پر آ رکی۔

وہ آنکھیں بالکل پہلے جیسی تھی۔

جیسے پہلی ملاقات میں تھیں۔

خوبصورت!

گہری!

اور سب کچھ کہہ جانے والیں!

ان شہد رنگ آنکھوں میں کچھ تھا۔

کچھ بہت انہوکا سا۔

ان آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔

یہ وہ چمک تھی جو سامنے والے کو چاروں شانے چت کر سکتی تھیں۔

عرشان نے فوراً اپنی نظریں پھیری اور اپنے ہاتھ پر ٹکادی۔

پھر کافی دیر خاموشی کے بعد وہ بولا۔

"ویسے تم بولتی بہت اچھا ہو! سامنے والے کو خاموش کرنے کی صلاحیت تمھیں خوب آتی ہے۔" عرشمان نے پھر سے اپنی نظریں مئیصہ پر ٹکادیں۔ مئیصہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ اچانک ہی آپ سے تم پر اتر آیا تھا۔ بیچ میں جو اجنبیت تھی وہ تم سے غائب ہو چکی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمھاری بات کا۔" مئیصہ نے کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کل کی بات کر رہا ہوں میں۔ کل جو تم رپوٹرز پر غصہ کر رہی تھی وہ لائو چل رہا تھا ۔ویسے ماننا پڑے گا وہاں کھڑے سارے لوگوں کو تم نے ایک لمحے میں ہی خاموش کروا دیا تھا۔"مئیصہ اس کی بات پر غائب دماغی سے مسکرا دی۔

وہ اس کے تم پر الجھ چکی تھی سوچ رہی تھی کہ تم جیسا تعلق ان دونوں کے بیچ کب بنا۔

"ویسے تمھارے مزاج بہت جلدی ہی رنگ بدلتے ہیں!"اس نے اس کے تم کہنے پر طنز کیا۔ عرشمان اس کی بات سمجھتے ہوئے مسکرا دیا۔

"کمال ہے تم تو دوسری ہی ملاقات میں مجھے بہت جان گئی ہو۔"اس کی بے شرمی پر مئیصہ نے خاموشی سے آنکھیں گھومائی اور اس کے بازوں کے زخم کا جائزہ لینے لگی

جانتی تھی جتنا وہ ڈھیٹ ہے اس کے پاس ہر سوال کا کوئی نا کوئی بے ڈھنگا جواب ضرور ہو گا۔

"ویسے تم جانتی ہو کبھی کبھی تمھاری یہ آنکھیں تمھارا ساتھ نہیں دیتی!"مئیصہ جو اپنی ساری توجہ زخم پر کر چکی تھی عرشمان کے بات پر ایک لمحے کو ٹھہر گئی۔ پھر شہد رنگ آنکھوں کتھئی آنکھوں سے جا ملی۔

"کہنا کیا چاہتے ہو تم؟"شہد رنگ آنکھیں کتھئی آنکھوں پر ہنوز ٹکی تھی۔

"تم چاہے جتنی بھی ان رپورٹرز کے سامنے مضبوط بننے کی کوشش کر رہی تھی لیکن تمھاری آنکھیں اداس تھی۔ وہ تمھارے اندر گھلی اداسی چیخ چیخ کر بتا رہی تھیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عرشمان کے یوں صاف صاف لفظوں میں کہنے سے مئیصہ بری طرح چونک اٹھی تھی۔ پھر خود کو سنبھالتی ہوئی بولی۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔" شہد رنگ آنکھوں نے کتھئی آنکھوں سے نظریں چرائی۔ کتھئی آنکھیں ایک لمحے کے لیے چمکی۔

"تم مانو یا نہ مانو لیکن ایسا ہی ہے۔ جس دن ہماری پہلی ملاقات تھی اس دن بھی تمھاری آنکھیں بہت اداس تھیں! دکھی تھیں اور کل بھی۔" وہ اپنی کتھئی رنگ آنکھیں مئیصہ پر ٹکائے ہوئے بولا تو مئیصہ نے بے اختیار ہی پہلو بدلا۔

جواباً وہ خاموش ہی رہی کیونکہ کوئی معقول جواب بن ہی نہیں پا رہا تھا۔

ہاں البتہ مئیصہ نے اب اپنی نظریں اس کی نظروں سے ملانے کی غلطی ہرگز نا کی تھی۔اسے ایک پل کے لیے عرشمان سے خوف آیا تھا۔

وہ اس کی آنکھوں کے ذریعے اس کے اندر تک جھانک سکتا ہے۔

اس کی اداسی اس کے دکھ جو وہ سب سے چھپا کر رکھتی ہے وہ، وہ جان سکتا ہے بس یہی بات اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔

"تمھیں بالکل غلط محسوس ہوا ہے عرشمان۔"مئیصہ نے اسے دیکھا۔وہ بالکل بھی اس سے نہیں ڈر سکتی تھی۔وہ ڈر کر اپنی نظریں نہیں جھکا سکتی تھی۔اس لیے ڈٹ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"تم چاہے جتنا بھی جھٹلا لو لیکن تمھاری آنکھیں اب بھی تمھارا ساتھ نہیں دے رہی ہیں۔" اور یہ وہ جواب تھا جس پر مئیصہ کو شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے سناٹے میں چلی گئی تھی۔

پھر اس نے جلدی جلدی عرشان کے ہاتھ پر بینڈج کی اور کھڑی ہوئی۔

"مجھے لگ رہا ہے تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو مت سوچو اتنا۔" اپنا موبائل ٹیبل پر سے اٹھا کر ایک آخری نگاہ عرشان پر ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"ٹھیک ہے جیسا تم کہو! لیکن کیا تم جانتی ہو اگر آپ کے پاس کوئی ایسا شخص ہو جو آپ کے بنا کہے آپ کے دل کا حال جان لے تو ایسے شخص کو کبھی نہیں چھوڑا کرتے! تم چاہو تو مجھے اپنا دوست بنا سکتی ہو۔"

www.novelsclubb.com

باہر کو جاتی مئیصہ عرشمان کی آواز پر دروازے پر ہی رک گئی۔

عرشمان ہنوز کرسی پر آرام سے بیٹھے دروازے میں کھڑی مئیصہ کو کہہ رہا تھا۔

لبوں پر ہلکی سی مسکان تھی لہجہ سنجیدہ تھا جبکہ نظریں مئیصہ پر تھیں۔

مئیصہ نے پلٹ کر ایک نظر اسے دیکھا پھر دروازہ پار کر گئی۔

پیچھے کرسی پر بیٹھے عرشمان نے ان شہد رنگ آنکھوں میں باخوبی بے چینی کو محسوس کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

۔

عرشمان پارکنگ تک پہنچا تو اسے دور اپنی گاڑی کے پاس اورہان کھڑا دکھائی دیا۔

عرشمان سر نفی میں ہلاتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔

گاڑی کے پاس کھڑا اورہان جو گاڑی خالی دیکھ کر ابھی عرشمان کو فون ملانے ہی لگا تھا کہ سامنے سے آتے عرشمان کو دیکھ کر رک گیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" عرشمان نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"میری چھوڑو اپنی بتاؤ کیا یہاں تم اپنا ضروری کام کرنے آئے تھے۔" اورہان نے ایک تفصیلی نگاہ اسپتال کی پارکنگ پر ڈالی۔

"پہلے میری بات کا جواب دو کیسے پہنچے تم یہاں تک، کیا پیچھا کر رہے تھے تم میرا؟"

عرشمان کے دونوں آبرو آپس میں مل گئے۔

"عرشمان صاحب بھولیں نہیں میں ایک ہیکر ہوں کون کہا ہے باآسانی پتا لگا سکتا ہوں۔ میں تو بس تمھاری فکر میں بھاگا چلا آیا اور تم یہاں اسپتال میں اپنا ضروری کام کر رہے ہو۔ سچ سچ بتاؤ کیوں آئے ہو یہاں۔"

اورہان کے جواب پر عرشمان نے ایک گہری سانس لی پھر اپنی جیب سے گلاسس نکال کر پہن لیے۔

www.novelsclubb.com

"میں اندر ایک ضروری کام سے ہی گیا تھا۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے عرشمان اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ عرشمان کو جاتا دیکھ اورہان بھی اس کے پیچھے پیچھے لپکا اور دوسری طرف جا کر بیٹھ گیا۔

سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے عرشمان نے آبرو آچکا کر اورہان کو دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو اپنی گاڑی نہیں لائے۔

"بتاؤنا پلیز کیوں گئے تھے اندر۔" اورہان نے عرشمان کے سوال کو جیسے سرے سے نظرانداز کیا۔

"مئیصہ سے ملنے گیا تھا!" عرشمان جانتا تھا جب تک وہ کوئی معقول وجہ نہیں بتائے گا اورہان صاحب کا اسپیکر بند نہیں ہوگا۔

"واٹ ! ! مئیصہ مطلب لڑکی ؟ تم ایک لڑکی سے ملنے گئے تھے۔" اورہان کو شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ عرشمان ہنوز خاموش رہا۔

مئیصہ کے نام پر اس کی نظروں کے سامنے شہد رنگ آنکھیں لہرائی۔

"کون ہے یہ مئیصہ ؟" اورہان نے ایک بار پھر عرشمان سے سوال کیا۔

"ایک خوبصورت آنکھوں والی لڑکی ہے جس کی آنکھیں بے تحاشہ خوبصورت اور سچی ہیں !" نا جانے کیسے بے اختیار ہی لبوں سے پھسلا تھا۔ عرشمان چونکا۔ ساتھ برابر میں بیٹھا اورہان بھی چونکا۔

"کیا۔۔کیا کہا تم نے ابھی۔"

"اورہان اب چپ کر جاؤ بتادیا ہے ناسب میں نے!"عرشمان اب جیسے اکتا گیا تھا۔

"سب نہیں بتاؤ کیا پسند کرتے ہو تم اسے۔"اورہان کے ایسے بے تکے سوال پر عرشمان نے گردن موڑ کر اسے عجیب انداز میں دیکھا۔

"ہر وقت فضول مت بکا کرو اورہان!"عرشمان نے بے تاثر لہجے میں کہہ کر اگنیشن میں چابی گھمائی تو گاڑی کی موٹر چل پڑی۔اورہان نے آگے بڑھ کر ڈیش بورڈ پر رکھا ایک کارڈ اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"وہ ایک ڈاکٹر ہے اس نے میرے ہاتھ کا علاج کیا تھا بس اسی کا شکریہ ادا کرنے گیا تھا۔" گاڑی کو سڑک پر ڈالتے ہوئے عرشمان نے سرسری سے انداز میں کہا۔

اس بار اورہان کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"شکریہ؟؟ تم نے آج تک میرے بنائی گئی کافی کا شکریہ ادا نہیں کیا ہے اور ڈاکٹر کو شکریہ کرکے آرہے ہو وہ بھی گلابوں کے بکے کے ساتھ واہ بھئی۔" بکے کے نام پر عرشمان نے اسے دیکھا۔اورہان کے ہاتھ میں پھولوں والی شاپ کا کارڈ دیکھ کر اس نے کندھے آچکا دیے۔

اورہان نے غصے سے آنکھیں گھومائی اور اپنا رخ موڑ کر ونڈو کی طرف منہ کرکے بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

عرشمان نے گاڑی چلاتے ہوئے اسے دیکھا۔اور اس کے روٹھے روٹھے چہرے کو دیکھ کر عرشمان کو خوب ہنسی آئی۔

کان کی لو کو رگڑتے ہوئے عرشمان نے گلا کھنگارا۔

"تم کافی کی بات کر رہے ہو جو ہر دوسرا بندا بنا سکتا ہے۔مئیصہ نے عرشمان میر کا ہاتھ ضائع ہونے سے بچایا ہے تو شکریہ کرنا تو بنتا تھا نا!" اپنے لبوں کو سختی سے بھینچے اس نے اپنی امڈنے والی ہنسی کو روکا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بیٹا سب دکھ رہا ہے تم بدلتے جا رہے ہو۔نئے دوست مل رہے ہیں تو اب تمھاری نظر میں پرانے دوست کی کوئی اوقات ہی نہیں ہے۔" وہ واقعی برا مان گیا تھا شاید۔

اس کو کہاں برداشت تھا کہ عرشمان اس کی جگہ کسی اور کو دے۔وہ عرشمان کے معاملے میں بہت پوزیسو تھا۔

شاید بہت زیادہ ہی۔

"میرے ساتھ رہ رہ کر کافی سمجھ دار ہو گئے ہو تم اورہان سعید!"اور عرشمان کے یہ لفظ اورہان کو آگ ہی لگا گئے تھے۔اس نے گردن موڑ کر عرشمان کو خون خوار نظروں سے گھورا تو گاڑی کی فضا میں عرشمان کا قہقہہ گونجا۔

---

www.novelsclubb.com

آسمان پر رات دھیرے دھیرے سرکتی جا رہی تھی۔

سیاہ آسمان پر چمکتے ستاروں کی چادر بچھی تھی ساتھ چودویں کے چاند کی چمک ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھی۔

وہ اس وقت اپنے آفس سے نکل کر ارسل کے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

قدموں میں سستی تھی جبکہ دماغ کچھ دیر پہلے ہونے والی سلطان صاحب سے ملاقات میں ہی اٹکا تھا۔

آفس کے دروازے پر پہنچ کر سیف کے قدم ٹھہر گئے دماغ ایک بار پھر سے سلطان صاحب سے ہوئی ملاقات سوچنے لگا تھا۔

یکدم ہی آس پاس کا ماحول بدلا تھا

راہداری میں کھڑا سیف، دروازے کی ناب پر موجود ہاتھ سب اچانک ہی دھند میں لپٹ سا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اگلے ہی پل منظر بدلا تھا۔

راہداری کی جگہ سلطان صاحب کے کمرے نے لے لی تھی۔

کمرے میں لگی ٹیبل پر سلطان صاحب اور سیف آمنے سامنے بیٹھے تھے ایسے جیسے ان کے بیچ پر بس ٹیبل حائل تھی۔

("پھر تم نے کیا سوچا کیس کے بارے میں؟" سلطان صاحب دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے کہنیوں کو ٹیبل پر ٹکائے اپنے چہرے کو ہاتھوں پر ٹکا کر سیف سے پوچھ رہے تھے۔

سیف ان کے سوال پر سیدھا ہو بیٹھا۔

"میں یہ کیس لینے کو تیار ہوں پر میں چاہتا ہوں اس کیس کے بارے میں کسی کو پتا نا چلے ڈاکٹر مئیصہ تک کو بھی نہیں کیونکہ میں یہ کیس سیکریٹلی حل کرنا چاہتا ہوں! بنا کسی کی مدد لیے خاص کر ڈاکٹر مئیصہ کی۔اور اگر مجھے ان کی مدد پڑ بھی گئی تو وہ میں خود دیکھ لوں گا۔"اس کا لب ولہجہ بالکل سنجیدہ تھا۔سلطان صاحب نے اس کی بات پر اپنے ہاتھوں کو الگ کیا۔

"جیسی تمھاری مرضی لیکن میری تم سے ایک درخواست ہے پلیز مئیصہ کا دھیان رکھنا وہ میرے دوست کی سب سے لاڈلی بیٹی ہے۔دوست کے بعد اب سمجھو اس کی زمہ داری مجھ پر ہی ہے۔میں نہیں چاہتا کہ اسے کوئی نقصان پہنچے۔"سلطان صاحب کی بات پر سیف سر ہلا گیا۔)

www.novelsclubb.com

یکدم ہی ایک بار پھر سے ارد گرد کا منظر بدلا تھا۔وہ دھند اچانک ہی چھٹ گئی تھی۔ دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھے سیف نے سنجیدگی سے اپنا سر جھٹکا تھا اور دروازے کو پار کر گیا۔

آفس میں موجود تین دروازوں میں سے وہ ایک کی طرف بڑھ گیا۔

جس دروازے کے سامنے وہ اس وقت کھڑا تھا وہ بالکل لفٹ جیسے دروازے جیسا لگتا تھا۔دروازے کے قریب ہی دیوار پر لاک کوڈ لگا تھا۔

سیف نے کوڈ میں تین چار بٹن دبائے تو دروازہ اگلے ہی پل ایک مخصوص آواز سے کھل گیا۔

دروازہ کھلتے ہی سیف اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ ارسل کا پرائیویٹ روم تھا جو ہر ایک میجر کے آفس میں موجود ہوتا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہر کمرے میں موجود پرائیویٹ روم کے پاسورڈ مختلف تھے۔

ایجینٹ جو چاہے اپنے پرائیویٹ روم کا پاسورڈ رکھ سکتا تھا۔

ارسل کے روم کا پاسورڈ سیف اور سلطان صاحب کو معلوم تھا اس لیے سیف کو اس وقت کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔

پرائیویٹ روم میں اس وقت مکمل اندھیرا تھا۔ صرف ٹیبل لیمپ کی روشنی کمرے میں روشنی پھیلانے میں ناکام تھی۔

سیف نے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرہ اگلے ہی پل روشن ہو گیا۔

سیف دھیرے دھیرے آگے بڑھتے جا رہا تھا ساتھ کمرے کے چاروں اطراف نظریں بھی برابر گھوم رہی تھیں۔

اگلے ہی پل سیف اس ٹیبل پر آکر رک گیا جہاں تمام ثبوت رکھے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹیبل کے ٹھیک پیچھے دیوار پر ڈیٹکٹو بورڈ لگا تھا جس پر بہت سی تصاویر لگی تھی۔

ساتھ ہی اس کے کچھ فاصلے پر وائٹ بورڈر کھا تھا جس پر ارسل کی ہینڈ رائٹنگ سے کچھ لکھا تھا۔

سیف بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر ٹھیک بورڈ کے سامنے کھڑے ہو کر بورڈ پر لکھے لفظوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

بورڈ پر تقریباً چھ سے ساتھ لڑکیوں کے نام لکھے تھے جن کے شروع میں ڈی آر لکھا تھا مطلب وہ سب نام ڈاکٹرز کے تھے۔

ساتھیوے نمبر پر ڈاکٹر صبور کا نام لکھا تھا۔

اور سائڈ پر ہی کومن لفظ کے آگے لکھا تھا (women's) مطلب لڑکیاں۔

سیف بورڈ کو نظر انداز کرتے ہوئے ڈیٹکٹو بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔

جس پر الگ الگ قسم کے تصویریں لگی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی خون کی، کوئی ڈیڈ باڈی کی، تو کوئی جیتی جاگتی لڑکی کی۔

سیف یکدم ہی پلٹ گیا۔

اسی پل عمر پرائیویٹ روم میں داخل ہوا۔

سیف کو دیکھ کر وہ بالکل بھی نہیں چونکا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کیا تم یہ کیس لے رہے ہو!" عمر سیف کے قریب چلا آیا ۔جبکہ سیف ٹیبل پر پڑے کاغذوں کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میرے خیال سے غالباً سر تمھیں پہلے ہی سب کچھ بتا چکے ہیں اس لیے یہاں کھڑے ہو کر اپنا اور میرا وقت ضایع کیوں کر رہے ہو عمر؟" سیف نے دھیرے سے گردن موڑ کر عمر کو دیکھا تو عمر بتیسی نکال کر ہنس دیا۔

"بس ایسے ہی سوچا ایک بار پھر پوچھ لوں تم سے کیا تم واقعی یہ کیس سیکریٹلی حل کرو گے ؟" سیف عمر کے سوال پر بالکل بھی نا چونکا تھا اسے اس سے ایسے ہی بے تکے سوال کی توقع تھی۔

"کوئی شک ؟" جواباًوہ آبرو آچکا گیا۔ عمر نے فوراً سے سر کو نفی میں ہلایا۔

"نہیں بھلا تمھاری قابلیت پر میں کیسے شک کر سکتا ہوں۔" وہ فوراً بول پڑا۔

"اور یہی تمھارے لیے اچھا ہے! اب باتیں کم اور کام زیادہ یہ سارا کیس کا سامان میرے روم میں شفٹ کرو۔" سنجیدہ انداز میں کہتے ہوئے وہ جانے کے لیے پلٹ گیا۔

عمر نے منہ کے زاویے بگاڑ کر اسے دیکھا۔ پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"تم ہر وقت اتنے سڑے ہوئے کیوں رہتے ہو؟"

"کیونکہ میں ایسا ہی ہوں!" ابھی وہ دروازہ پار کرتا کہ عمر ایک بار پھر بول پڑا۔

"کبھی ہنس بھی لیا کرو یقین جانو کوئی ٹیکس نہیں لگتا۔" سیف ٹھہر گیا۔ چہرے کے تاثرات بدلنے لگے۔

"خوش وہ رہتے ہیں زندگی میں جن کے پاس کوئی وجہ ہوتی ہے اور میرے پاس ہنسنے مسکرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لیے میں ایسا ہی ٹھیک ہوں۔" اور نا جانے اس نے یہ لفظ کیسے ادا کیے تھے۔ پھر بنا عمر کو دیکھے وہ باہر نکل گیا۔

پیچھے عمر کندھے آچکا کر سارا سامان سمیٹنے لگا۔

سورج کی کرنیں اس کے کمرے میں پڑ رہی تھی جبکہ وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا سفید ڈاکٹری کوٹ پہن رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مئیصہ کا دیا گیا مشورہ اسے پسند آیا تھا۔ وہ آج تک ایسے چھپ چھپ کر اپنے باپ سے نہیں ملی تھی لیکن اب حالات ایسے بن گئے تھے کہ اسے یہی کرنا تھا۔

خود کو ایک نظر اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو نظریں ٹھہر گئی۔

اسے اپنے گندمی چہرے پر بس ایک ہی چیز تھی جو اچھی لگی تھی اور وہ تھی اس کی درمیانی ناک پر چمکتی چاندی کی نوز رِنگ۔

اسے وہ اپنے چہرے پر بہت بھلی لگتی تھی۔

شاید وہ واحد ایک ایسی چیز تھی جو اسے اپنے وجود پر پسند تھی۔

www.novelsclubb.com

اپنا بیگ اٹھاتی ہوئی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔

ڈائننگ روم کے باہر سے گزرتے ہوئے اس کے قدم اندر سے آتی ہوئیں آوازوں پر تھم گئے۔

اندر سلماء بیگم ہاشم صاحب سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

اس نے مکمل طور پر اپنی ساری توجہ ان آوازوں پر لگادی۔

"آپ کو اپنے بیٹے کی کچھ خبر ہے کہاں ہے کدھر ہے کس حال میں ہے؟ اتنے سال ہو گئے ہیں اب تو گھر آجائے۔" ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھیں سلماء بیگم نے چائے کا کپ ہاشم صاحب کے آگے رکھا۔

ہاشم صاحب جو مگن سے انداز میں اخبار پڑھ رہے تھے سلماء بیگم کی بات پر انہوں نے اخبار کا کونا موڑ کر سلماء کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی باپ کیا اپنے اکلوتے بیٹے سے غافل ہو سکتا ہے سلماء؟ خوب جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے!" ان کا لہجہ ایک پل کو تیز ہوا۔ سلماء گڑ بڑائیں۔

"ارے میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی بھلا ایسی بھی کیا ناراضگی اتنے سال بیت چکے ہیں اب تو اسے گھر آجانا چاہیے۔آخر کو کب تک وہ پیسے کے بغیر زندگی گزارے گا!"سلماء کی بات پر ہاشم صاحب طنزیہ ہنس دیے۔

"وہ تم سے اور مجھ سے نفرت کرتا ہے سلماء! خاص کر تم سے کیونکہ تم نے اس کی ماں کو دربدر کیا ہے۔اور پھر جس گھر میں آپ کے دشمن ہوں وہاں انسان کبھی نہیں جانا چاہتا پھر بھلے ہی اس گھر میں کتنی ہی آسائشیں ہوں۔"ہاشم صاحب کا لہجہ بالکل عام سا تھا لیکن نا جانے کیوں سلماء کو تیر کی طرح لگا تھا۔

باہر کھڑی زینب بھی کچھ الجھی۔اسے مکمل تو نہیں لیکن کچھ کچھ یاد ضرور تھا کہ جب وہ پانچ سے چھ سال کی عمر میں اس گھر میں اپنی ماں کے ساتھ آئی تھی تو اِس گھر میں پہلے سے ہی ایک عورت اور ساتھ ایک دس گیارہ سال کا لڑکا تھا۔

اس وقت وہ کافی دکھی رہتی تھی اپنے بابا سے الگ ہونے کی وجہ سے۔

www.novelsclubb.com

کچھ ہی عرصے تک اسے وہ عورت اور لڑکا دکھے تھے پھر ناجانے وہ کہاں چلے گئے تھے

۔

اوراب اتنے سال بعدان کاذکر سن کروہ حیرت کا شکار ہوئی تھی۔

اس وقت اسے سمجھ نہیں تھی لیکن اب وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ عورت اور لڑکا ہاشم صاحب کی فیملی تھی۔

وہ عورت جس کی جگہ اب اس کی ماں نے لے لی تھی وہ ہاشم صاحب کی پہلی بیوی تھیں جسے وہ شاید چھوڑ چکے تھے اوراب ناجانے وہ کس حال میں ہوں گی۔

ہوں گی بھی یا نہیں؟

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ ایک بار پھر اندر سے ہاشم صاحب کی آواز ابھری۔

اس نے ساری توجہ اس آواز پر لگادی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے تم نے اپنی بیٹی کا کیا سوچا۔" ہاشم صاحب نے اب کے کپ کو لبوں سے لگایا تھا۔

سلماء بیگم نے ابھی کافی کے کپ کو لبوں سے ہی لگایا تھا کہ ہاشم صاحب کی بات پر کپ لبوں پر ہی ٹھہر گیا۔

وہ جو ایک گھونٹ کافی کا ہلک میں اترا تھا ہاشم صاحب کے سوال پر وہ سلماء بیگم کو زہر سے بھی بدتر لگا تھا۔

"ہاں سوچ رہی ہوں کوئی اچھا سا رشتہ دیکھ کر شادی کر دوں۔" کپ کو لبوں سے ہٹا کر ٹیبل پر رکھ دیا گیا۔ ہاشم صاحب ہولے سے ہنس دیے۔

"تمھاری بیٹی کے لیے اچھا!! ملنا مشکل ہے دوسرا یہ کہ اچھی بات ہے جلد زینب کی شادی کردو ورنہ مجھے ڈر ہے ابھی جو ایک دو رشتے غلطی سے آ بھی گئے تو کچھ عرصے بعد اس کی عمر نکلنے کے بعد آنا ناممکن ہے۔"ایک بار بھی ہاشم صاحب نے سادہ سے انداز میں طنز کیا تھا۔

سلماء بیگم تلمائی۔

"ہاں ناجانے کس پر چلی گئی ہے میں تو ایسی نہیں ہوں ضرور اپنے باپ پر ہی گئی ہے ۔"سلماء بیگم یکدم ہی بیچ میں پھر سے خوبصورتی لے آئی تھی۔

باہر کھڑی زینب نے یہ سب قرب سے سنا تھا۔

سیاہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں چمکنے لگے تھے۔

وہ ہر گز بھی اپنے باپ کے بغیر شادی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اسے ابھی تک اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

کیا سچ میں اس کی ماں اس کے بارے میں ایسا سوچتی تھیں۔

بے اختیار ہی دل کیا جائے اور پوچھے ان سے کیا میں آپ کی بیٹی نہیں؟

آپ اپنی خود کی بیٹی کے ساتھ اتنی ناانصافی کیسے کر سکتی ہے؟

کیا آپ کا دل نہیں دکھتا اپنی ہی اولاد کو تکلیف پہنچا کر!

لیکن وہ نہیں گئی! اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنی ماں کے سامنے جا کر کھڑی ہو جائے۔

اس لیے ایک بار پھر سب کچھ اپنے دل میں دفن کر کے وہ اسپتال کے لیے روانہ ہو گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

۔

وہ اسپتال آئی تو اسے خبر ہوئی کہ میٹنگ روم میں آج تمام ڈاکٹرز کی میٹنگ ہے وہ جلدی جلدی میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گئی۔

جب کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ میٹنگ ہال میں داخل ہوئی تو وہ چونک گئی۔

میٹنگ ہال کے وسط میں لگی لمبی قطار میں ٹیبل اور کرسیاں لگی تھی جن پر تمام ڈاکٹرز بیٹھے تھے۔

وہ بھی قدموں کو بڑھاتی ہوئی ماہیر کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

ڈاکٹر علی کھڑے تھے جبکہ ایک دو میل ملازم ایک کونے پر صوفے سیٹ کروا رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈاکٹر علی نے ایک نظر ان میل ملازم پر ڈالی جو تیاری کو آخری دفعہ دیکھ باہر کی جانب بڑھ گئے۔

ان کے دروازہ پار کرتے ہی ڈاکٹر بازل اندر داخل ہوئے۔

اور پھر ڈاکٹر علی ہاتھوں کو باہم ملا کر بولنا شروع ہوئے۔

"آئی نو آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ سب کس کے لیے تیاری ہو رہی ہے۔" علی نے مڑ کر ایک پل کو صوفوں کی طرف اشارہ کیا۔ جب تک ڈاکٹر بازل بھی ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ چکے تھے۔

"دیکھیں آپ سب ہی جانتے ہیں اسپتال کے دو ڈاکٹرز قتل ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اسپتال کا نام خراب ہو رہا ہے میڈیا طرح طرح کی باتیں بنا رہا ہے جو

کہ ہمارے اسپتال کے لیے صحیح نہیں ہے۔حمنہ کے والد کو ہم سب ہی جانتے ہے دنیا کے مشہور بزنس مین میں ان کا شمار ہے۔انہوں نے اور اسپتال کا نام اچھال رکھا ہے" وہ ایک پل کے لیے رک گئے۔

"ہم جانتے ہیں حمنہ کا یوں اچانک مر جانا ان کے لیے بے حد تکلیف کا باعث ہے لیکن ابھی ہمارے لیے سب سے زیادہ اسپتال کا نام ضروری ہے۔ہمیں کچھ بھی کر کے اسپتال کا نام بچانا ہے باقی چیزیں بعد میں دیکھی جائے گی اور۔۔۔"

ابھی ڈاکٹر علی بول ہی رہے تھے کہ ڈاکٹر بازل نے بات کو بیچ میں کاٹ کر کہا۔

"نہیں علی ابھی ہمارے لیے اسپتال کا نام ضروری نہیں ہے بلکہ ان ڈاکٹرز کی جان ضروری ہے جو یہاں اپنی جان داؤ پر لگا کر کام کر رہے ہیں۔اسپتال کا نام اگر خراب

بھی ہوا تو لوگ کچھ دن تک بھول جائیں گے اسپتال واپس ترقی کر لے گا لیکن ہم میں سے کوئی مر گیا تو واپس نہیں آ سکے گا۔ ہماری مائیں بہنیں فیملی ہمارے انتظار میں بیٹھی رہے گی اور ہم کبھی بھی ان کا انتظار ختم نہیں کر وا سکیں گے"

بازل کی بات نے ایک لمحے کے لیے علی کو بھی خاموش کر وا دیا تھا۔

مئیصہ جو ابھی کچھ بولنے کا سوچ ہی رہی تھی بازل کے لفظ جیسے اسے حیران کر گئے تھے۔

وہ دل سے بازل سے خوش ہوئی تھی۔

شکر تھا کہ ابھی بھی اس دنیا میں انسانیت زندہ تھی۔

لوگ پیسے سے زیادہ بھی کسی کو اہمیت دیتے تھے۔

جہاں ڈاکٹر علی نے اسے مایوس کیا تھا وہی ڈاکٹر بازل نے اسے خوش کر دیا تھا۔

"میں تمھاری بات سمجھ رہا ہوں بازل مجھے بھی ان لوگوں کی پرواہ ہے لیکن میں مجبور ہوں۔اس اسپتال کا اونر جو کبھی اسپتال نہیں آیا آج تک ہم میں سے کسی نے اس کو نہیں دیکھا اب وہ اتنی بدنامی کے بعد آرہا ہے۔ناجانے ہم سب کو ہی نکال دے گا یا کیا کرے گا۔"

ڈاکٹر علی ہارے ہوئے لہجے میں بولے تھے۔بازل نے اسے غور سے دیکھا تھا وہ واقعی پریشان لگ رہا تھا۔

نکالنے کی بات پر پورے میٹنگ ہال میں آپس میں کھسر پھسر شروع ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم فکر مت کرو ہم سب مل کر اس مشکل کا سامنا کریں گے اور اس اسپتال کے اونر سے بھی مل کر بات کریں گے دیکھنا کچھ نا کچھ حل تو نکل آئے گا۔"ڈاکٹر بازل نے کھڑے ہو کر ڈاکٹر علی کے کندھے تھپتھپائے تو علی نارمل ہوا۔

ٹھیک اسی پل میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا تھا۔

بیک وقت سب کی نظریں دروازے کے جانب اٹھیں تھیں۔

دو آدمی ایک ساتھ اندر داخل ہوا جنہوں نے ڈاکٹری کوٹ پہن رکھا تھا

سارے ڈاکٹرز اگلے ہی پل کھڑے ہوئے تھے۔

"اسلام و علیکم ڈاکٹرز میرا نام عامر ہے اور یہ میرے اسیسٹینٹ۔میں اس اسپتال کا ہیڈ مینیجر ہوں ! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گیں۔" ان دو میں سے ایک ڈاکٹر بولے۔ان کی عمر تقریباً پچاس سال تھی۔

www.novelsclubb.com

"اسپتال کے اونر کسی بھی وقت اندر آجائیں گے امید ہے آپ انہیں کسی بھی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔" ابھی ان کی بات مکمل بھی نا ہوئی تھی کہ ایک بار پھر سے میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا تھا۔

ہاشم صاحب بلیک ڈنر سوٹ میں اپنی مضبوط چال چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے ۔

گھستے ہی انہوں نے اپنی تیز نگاہ چاروں اطراف گھومائی تھی۔ان کی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ سا تھا۔

انہیں دیکھ کر علی ایک پل کے لیے حیران ہوا تھا پھر اپنے تاثرات کو نارمل کر گیا۔

دور کونے میں بیٹھی زینب بھی شدید حیرت شکار ہوئی تھی۔

"گڈمارننگ ایوری ون میں ہاشم حمدانی خان ! اس اسپتال کا اونر اور دوسرے لفظوں میں آپ سب کا باس !" کہتے ہوئے آخر میں وہ خود ہی ہنس دیے۔ سارے ڈاکٹرز خاموشی سے انہیں سن رہے تھے۔

ان سب نے آج پہلی بار اس اسپتال کے اونر کو براۓ راست دیکھا تھا۔

"اس اسپتال کا نام بنانے میں مجھے بہت سال لگے ہیں اور اب جب مارکیٹ میں اس اسپتال کا ایک نام ہو گیا ہے تو کوئی ہے جو اس اسپتال کو گرانا چاہتا ہے۔" انہوں نے کہتے ہوئے ایک پل کو علی کی طرف دیکھا۔ پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے۔

"لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا اسپتال کا نام مشہور ہے اور رہے گا۔ اس اسپتال کی ذمے داری میرے ہیڈ مینیجر نے ڈاکٹر علی کو دی تھی اور اس وقت مجھے ڈاکٹر علی

اپنے اسپتال کے لیے بالکل ٹھیک لگے تھے لیکن اب مجھے لگتا ہے ڈاکٹر علی سے اپنی ذمے داری نہیں سمبھالی جا رہی ہے!" انہوں نے ایک بار پھر علی کی طرف دیکھا تو علی گڑ بڑا یا۔

پھر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ ہاشم صاحب پھر بول اٹھے۔

"اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے اب علی کے ساتھ ساتھ ایک اور ڈاکٹر اس اسپتال کے ہیڈ ہوں گے۔" وہ اگلے ہی لمحے پلٹے تھے اور عامر صاحب کو باہر کی طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

اشارہ ملتے ہی عامر صاحب باہر نکل گئے۔

ایک بار پھر میٹنگ ہال میں خاموشی چھا گئی۔

کچھ ہی پل گزرے تھے کہ میٹنگ ہال کا دروازہ پھر کھلا۔

سب کی نظریں دروازے کے جانب اٹھی تھیں۔

ڈاکٹر عامر کے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی تھا جو اندر داخل ہوا تھا۔

مئیصہ کی نظریں اس شخص کے سیاہ جوتوں سے ہوتی ہوئی نیلے ڈنر سوٹ پر پڑی۔

پھر نظریں بے اختیار ہی اس شخص کے چہرے پر اٹھی۔

گہرے بھورے رنگ کے ہلکے ہلکے گھنگھالے بال اُس وقت ترتیب سے ایک جانب گرے تھے۔

سرمئی آنکھیں اور گندمی رنگت۔

کانوں میں چھوٹی چھوٹی چاندی کی بالیاں ڈلی تھی جبکہ گردن میں چاندی کی ہی چین جھول رہی تھی۔

چوڑے شانوں پر نیلا سوٹ بہت جچ رہا تھا۔

وہ جو کوئی بھی تھا بلاشبہ کافی ہینڈسم تھا۔

مئیصہ نے اس انسان کو کچھ غور سے دیکھا تھا۔ہر چیز ٹھیک تھی لیکن ناجانے کیوں اسے اس کی سرمئی آنکھیں کافی عجیب سی لگی تھیں۔

بے رونق سی!

ابھی مئیصہ اس شخص کا جائزہ لے ہی رہی تھی کہ اس شخص کی نظریں مئیصہ پر اٹھی۔

مئیصہ نے فوراً سے اپنی آنکھیں ہاشم صاحب پر ٹکا دی۔

"یہ ہیں شایان ایک قابل ڈاکٹر۔اب سے یہ ہی ڈاکٹر علی کے ساتھ مل کر یہ اسپتال دیکھیں گے اور مجھے پوری امید ہے کہ شایان یہ کام بخوبی سرانجام دے گا۔" ہاشم صاحب نے شایان کے کندھے کو ہلکا سا تھپتھپایا۔تو شایان مسکرایا۔

"بالکل امیدوں پر پورا اترنا تو میرا خاصہ ہے!" اس کا لہجہ کافی دھیمہ مگر سنجیدہ سا تھا
۔شایان نے ایک نظر مئیصہ کو دیکھا۔

اس کی سرمئی آنکھیں مئیصہ پر ٹکی تھیں۔

مئیصہ کو اس کے دیکھنے کا انداز اور اس کی آنکھیں بہت عجیب لگی تھیں۔مئیصہ نے فوراً سے دوسری جانب دیکھا۔

"امید ہے اب آپ لوگ اپنا کام بخوبی کریں گے اور مجھے دوبارہ یہاں آنے کا موقع نہیں دیں گے۔ورنہ اگر میں اگلی بار آیا تو بہت سو کو یہاں سے فارغ کر کے جاؤں گا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے اسپتال کا نام اس کی ریپوٹیشن میں مجھے تھوڑا سا بھی فرق نہیں چاہیے۔" انہوں نے ایک لمحے کے لیے ہر ایک پر اپنی نظریں گھومائی تھیں۔

وہاں سب خاموش کھڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

کسی میں بھی کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں تھی۔

"اور یہ جو کچھ بھی چل رہا ہے اسے ختم کریں۔" ہاشم صاحب اب کہ مڑے تھے۔ ایک نظر شایان پر ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ڈاکٹر بازل کی آواز پر ٹھہر گئے۔

"سوری سر پر ہمارے لیے اسپتال کے نام سے زیادہ اس اسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹرز کی جان ضروری ہے۔ ہم آپ کی طرح بے حس بن کر نہیں سوچ سکتے!" وہ بولا تو برابر میں کھڑے علی نے اسے حیرت سے دیکھا۔ پھر فوری طور پر اسے کوہنی ماری تاکہ وہ آگے کچھ نا بولے۔

ہاشم صاحب دھیرے سے پلٹے اور بولنے والے کو دیکھا۔

"اگر آپ کو میری بات بری لگی ہے تو آپ بے شک مجھے نکال دیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن جو سچ ہے وہ سچ ہے۔" کہہ کر وہ بنار کے باہر نکل گیا۔

ہاشم صاحب نے اس کی ہمت سے کچھ متاثر ہو کر پلٹ کر اسے دیکھا لیکن تب تک وہ جا چکا تھا۔

مئیصہ سمیت وہاں کھڑے سب ہی ڈاکٹرز کے اندر ایک خوشی کی لہر دوڑی تھی۔

شکر کوئی تو تھا جوان کے حق میں بول رہا تھا۔

"میں ڈاکٹر بازل کی بات سے متفق ہوں سر۔ آپ بڑے ہے ہم آپ کی عزت کرتے ہیں لیکن اسپتال سے زیادہ ہمارے لیے اس اسپتال میں کام کرنے والے لوگ اہم ہے۔" اور یہ آواز مئیصہ کی تھی۔ ہاشم صاحب پھر پلٹے اور مئیصہ کو کچھ غور سے دیکھا۔ مئیصہ پراعتماد بنی کھڑی رہی۔

www.novelsclubb.com

ہاشم صاحب سر ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے۔

اور پھر کچھ ہی وقت بعد میٹنگ ہال خالی ہو گیا۔

۔

دوپہر کا وقت تھا۔وہ اس وقت اسپتال کے باہر بنے بڑے سے گارڈن میں بینچ پر بیٹھی اپنے باپ کا انتظار کر رہی تھی۔

یہ وہ جگہ تھی جہاں مریضوں کو تازہ ہوا اور چہل قدمی کے لیے لایا جاتا تھا۔

پاس ہی ایک کینٹین بنی تھی اور آس پاس جگہ جگہ بینچ لگی تھیں جس پر بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ بھی انہیں میں سے ایک بینچ پر بیٹھی بے تابی سے اپنے باپ کی راہ دیکھ رہی تھی کہ اچانک ہی اسے دور سے مبین صاحب آتے ہوئے دکھائی دیے۔

اپنے باپ پر نظر پڑتے ہی وہ جھٹکے سے کھڑی ہو گئی اور بھاگ کر مبین صاحب کے گلے سے جا لگی۔

مبین صاحب اس اچانک حملے پر گھبرا گئے پھر اپنی بیٹی کی دل کی حالت کو سمجھتے ہوئے زینب کو حصار میں لے لیا۔

اتنے دن کی جدائی کے بعد زینب کی آنکھیں بھر آئی تھی۔

جسم ہولے ہولے لرزنے لگا تھا۔اور آنسوں تیزی سے آنکھوں سے نکل پڑے تھے۔

مبین صاحب زینب کو لیے بینچ تک آ گئے پھر زینب کو بیٹھا کر اسے خود سے الگ کیا۔

"زینب بیٹے کیا ہو گیا ہے رو کیوں رہی ہیں آپ دیکھو اب تو میں آپ کے سامنے ہوں نا!" بہت نرمی سے وہ زینب کے بال سہلانے لگے۔

زینب نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"بابا میں نے آپ کو بہت مس کیا!" وہ ایک بار پھر رو پڑی۔

مبین صاحب اس کی محبت پر ہولے سے مسکرا دیے۔

"میں نے بھی اپنی شہزادی کو بہت مس کیا۔" انہوں نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں سے آنسو صاف کیے۔

"اچھا اب کیا سارا وقت رونے میں لگا دیں گی آپ زینب۔ اتنے دن بعد باپ بیٹی ملے ہیں کچھ آپ کہیں کچھ ہم سناتے ہیں۔" ان کی بات پر زینب فوراً سے سیدھی ہوئی۔

"بابا ماما میری شادی کرنا چاہتی ہے۔ بابا آپ ماما کو سمجھائیں نا مجھے ابھی شادی نہیں کرنی پلیز۔" درحقیقت وہ اپنی شادی سے نہیں بلکہ ریجیکشن سے گھبرا رہی تھی۔

مبین صاحب کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹ آئے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بیٹا؟" انہیں ابھی تک جیسے زینب کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔

"جی بابا میں سچ کہہ رہی ہوں وہ آج ہاشم انکل سے بات کر رہی تھی بابا پلیز آپ روکے نا انہیں مجھے نہیں کرنی شادی۔ میں نہیں چاہتی اب باہر کے لوگ بھی میری رنگت کا مذاق اڑائے۔" اس نے بے بسی سے کہا تو مبین صاحب چونکے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہو بیٹا آپ کی رنگت کا بھلا کون مذاق اڑائے گا۔ اچھی بھلی آپ کی رنگت ہے آپ خوبصورت ہیں۔ آپ کے پاس ہر نعمت ہے ایسے اللہ کو ناراض نہیں کرتے۔ اللہ ناراض ہوگا آپ کی ایسی باتیں سن کر۔" ان کے نرمی سے کہنے پر زینب کو یکدم ہی شرمندگی ہوئی۔

"بابا میں اللہ کی ناشکری نہیں کر رہی ہوں لیکن بس میں خوبصورت نہیں ہوں میری یہ گندمی رنگت مجھے دوسروں کے سامنے جھکا دیتی ہے شرمندہ کر دیتی

ہے!" وہ چاہے جتنی بھی کوشش کر لیتی لیکن جو احساسِ کمتری کا بیج سلماء نے بچپن سے اس کے ذہن میں بیٹھایا تھا اس سے شاید زینب کبھی چھٹکارا نہیں پا سکتی تھی۔

"ایسے بالکل نہیں کہتے زینب۔ تم نہیں جانتی کہ تم کتنی خوبصورت ہو! ظاہری خوبصورتی کچھ نہیں ہوتی بیٹا یہ ایک دن ڈھل جاتی ہے۔ ہماری پہچان تو ہماری باطنی خوبصورتی سے ہوتی ہے ہمارے اخلاق سے ہوتی ہے۔ ہماری خوبصورتی نہیں بلکہ ہمارا اخلاق لوگوں کو متاثر کرتا ہے!" وہ سنجیدگی سے اسے سمجھا رہے تھے۔

مبین صاحب کی باتوں میں نا جانے کیسا سحر تھا زینب کا سر جھک گیا۔

وقتی ہی سہی لیکن احساسِ کمتری کا احساس دم توڑنے لگا تھا۔

"سوری بابا۔۔"

"سوری مجھے نہیں بلکہ اللہ کو بولیں بیٹا نا جانے آپ کی باتوں نے اللہ کو کتنا ناراض کیا ہو گا۔" زینب نے فوراً سے سر ہلایا۔

"اچھا بابا آپ کو پتا ہے یہ اسپتال ہاشم انکل کا ہے!"

"اچھا واقعی!!" "مبین صاحب حقیقتاً حیران ہوئے۔

"جی مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔۔"

اور پھر وہ باپ بیٹی اپنی ادھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔

----

www.novelsclubb.com

موبائل کی اسکرین نظروں کے سامنے کیے اس کی انگلیاں تیزی سے چل رہی تھیں۔

سفید شرٹ اور نیوی بلو رنگ کی پینٹ کے ساتھ نیلے ہی رنگ کی جیکٹ پہنے وہ کہی جانے کو تیار سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

ٹی وی لاؤنج سے گزرتے ہوئے اس نے سرسری سے انداز میں سر اٹھا کر دیکھا۔

شام کا وقت تھا حیدر میر گھر میں ہی موجود تھے۔

حیدر میر بڑے سے عالیشان صوفے پر بیٹھ کر سامنے لگی ایل ای ڈی پر نشریات دیکھ رہے تھے۔

پاس ہی کانچ کی ٹیبل پر چائے کے ساتھ دیگر لوازمات رکھے تھے۔

عرشان نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر لاپرواہی سے آگے بڑھ گیا۔

آہٹ محسوس کر کے حیدر میر نے پلٹ کر دیکھا تو عرشمان ٹی وی لاؤنج کا دروازہ پار کرنے ہی لگا تھا۔

انہوں نے ٹی وی کی آواز تھوڑی کم کی ساتھ ہی عرشمان کو آواز دی۔

عرشمان ان کی پکار پر ٹھہر گیا پھر دھیرے سے پلٹ کر انہیں دیکھا۔حیدر میر اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

حیدر میر کے اشارے پر وہ صوفے تک چلا آیا پھر آرام سے بیٹھ گیا۔

"جی بولیں کچھ کام ہے آپ کو؟"اس کا لہجہ عام سا تھا۔حیدر میر نے اوپر سے نیچے تک اس کا جائزہ لیا۔

"کہا جا رہے ہو تم اس وقت۔" انہوں نے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ جو اس وقت رات کے آٹھ بجا رہی تھی۔

ان کے سوال پر عرشمان دھیرے سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر صوفے کی پشت سے کمر ٹکا گیا۔

"اپنے ضروری کام سے۔ آپ کو نہیں بتا سکتا!" حیدر میر کی بھنویں آپس میں مل گئی۔ عرشمان ہنوز پر سکون سا بیٹھا رہا۔

"ایسا کون سا ضروری کام ہے جو تم مجھے نہیں بتا سکتے ہو؟"

"بس میں اپنے سے متعلق باتیں انہیں سے کرتا ہو جو مجھے عزیز ہوتے ہیں جن پر مجھے بھروسہ ہوتا ہے۔ہر ایک کو نہیں بتاتا میں۔" اس نے کان کی لو کو چھوتے ہوئے دھیرے سے کہا۔

اس کا انداز حیدر میر کو آگ لگا گیا تھا۔

وہ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ انہیں اپنے بھروسے کے قابل نہیں سمجھتا۔

"تمھیں شرم نہیں آتی اپنے باپ سے ایسے بات کرتے ہوئے۔" انہوں نے تیش سے عرشمان کو گھورا۔

ان کے سوال پر عرشمان کے چہرے پر ایک تاریک سا یا لہرایا جو لمحے کے ہزارویں حصے میں غائب بھی ہو گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے اگلے ہی پل دھیرے سے اپنی ٹانگ پر رکھی ٹانگ کو الگ کیا۔

پھر تھوڑا جھک کر ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملا کر دھیرے سے بولا۔

"آپ کو شرم آئی تھی ڈیڈا اپنے باپ کے ساتھ وہ سب کرتے ہوئے!" اس کے لفظ بہت بے رحم تھے۔ حیدر میر ایک لمحے کے لیے سانس نہیں لے سکے تھے۔ ان کے چہرہ اگلے ہی پل سفید پڑ گیا تھا۔

ان کے چہرے کے آگے کچھ لہرایا تھا۔

کچھ بہت ہی خوف ناک سا!

جس میں وہ بے رحم دکھائی دیتے تھے۔

اچانک ہی ان کے سامنے کچھ فلم کی طرح گھومنے لگا تھا۔

ایک نو سے دس سال بچی سفید ٹائلوں پر مردہ پڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

آس پاس خون چاروں اطراف پھیلا تھا۔

پھر اچانک ہی منظر بدل گیا۔

یہ منظر انہیں کے عالیشان گھر کا تھا۔

کوئی تھا جو فرش پر گرا پڑا تھا۔

اور وہ سکتے کی حالت میں تھے۔

ارد گرد چیخوں کی آوازیں گونج رہی تھی۔

اور ان کا چہرا۔۔پورا پسینے سے شرابور تھا۔

www.novelsclubb.com

یکدم ہی منظر پھر سے بدل گیا تھا۔

وہ اپنی ماضی کی سوچوں سے باہر آچکے تھے۔

حیدر میر نے خالی چہرہ اٹھا کر عرشان کو دیکھا۔

جو انہیں ہی عجیب انداز میں دیکھ رہا تھا۔

وہ اس وقت کوئی دوسرا ہی عرشمان لگ رہا تھا۔

اس کا لہجہ انداز آنکھیں سب کچھ یکدم جیسے بدل گیا تھا۔

عرشمان کھڑا ہوا۔ حیدر میر کو دیکھتے ہوئے وہ ان کے پاس سے گزرنے ہی لگا تھا کہ پھر کچھ یاد آنے پر ٹھہر گیا۔

"اور ہاں حیدر میر ایک بات تو میں بتانا بھول ہی گیا۔ میں آپ کا آفس جوائن کرنے کے لیے راضی ہوں۔ کیا کروں مجبور ہوں اپنی ماں کے ہاتھوں۔" وہ ایک لمحے کے لیے رک گیا۔ حیدر میر اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"لیکن ایک بات میری یاد رکھیے گا! میں کوئی غلط طریقے سے آپ کے آفس میں کام نہیں کروں گا کوئی دو نمبری نہیں چلے گی۔ حق اور حلال کام کروں گا دھوکے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بازی رشوت یہ سب آپ میرے سے ناہی کروائے تو بہت ہو گا۔" وہ کہہ کر روکا نہیں بلکہ لاؤنج کا دروازہ پار کر گیا تھا۔

یہ خبر سن کر حیدر میر جیسے پچھلی ساری باتیں بھول گئے تھے۔ وہ پھر وہ ہی بن گئے تھے جن سے عرشان شاید نفرت کرتا تھا۔

خود غرض!

۔

شام کے سائے آسمان پر گہرے ہوئے تو چرند پرند اپنے گھروں کے لیے روانہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

ایسے میں وہ بھی اپنے گھر میں داخل ہوئی۔

سفید ڈاکٹری کوٹ کو ہاتھوں میں لٹکا رکھا تھا جبکہ بال جوڑے کی شکل میں قید تھے

۔

وہ اس وقت تھکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

لاؤنج سے گزرتے ہوئے زینب نے دیکھا کہ اوپر جاتی سیڑھیوں کے کنارے پر

سلماء بیگم کھڑی موبائل میں کچھ دیکھ رہی تھی۔

سرخ سلک کی پیروں کو چھوتی میکسی پر وہ ٹاپ نظر آتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

زینب نے دیکھا سلماء بیگم نے سرسری سے انداز میں موبائل سے نظر ہٹا کر اسے

دیکھا اور پھر اگلے ہی پل اس کے چہرے کے تاثرات تن گئے۔

وہ تیش کی حالت میں سیڑھیاں اترنے لگی۔

زینب انہیں نا سمجھی سے دیکھے گئی۔

سلماء بیگم سیڑھیاں اتریں اور اس کے رُوبرو آ کھڑی ہوئی۔

"کہاں سے آ رہی ہو؟" وہ کافی غصے میں معلوم ہوتی تھی۔

"اسپتال سے۔"

"جھوٹ مت بولو مجھ سے، بتاؤ اپنے باپ سے ملی ہو نا آج تم۔" وہ ایک قدم آگے بڑھیں۔ لہجہ اس بار پہلے سے تھوڑا تیز تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ملی ہوں تو اس میں کیا برائی ہے وہ میرے باپ ہے۔" زینب کا لہجہ ایک پل کو لڑکھڑایا تھا لیکن وہ بھرپور کوشش کر رہی تھی خود کو نارمل ظاہر کرنے میں۔

اور زینب کی یہ بات سلماء بیگم کے تم بدن میں آگ لگا گئی تھی۔وہ طیش میں آگے بڑھیں اور زینب کے ہاتھ کو بے دردی سے دبوچا۔

"اور میں تمھاری ماں! یاد رکھو تمھیں میں نے پالا ہے۔تم میرے ٹکروں پر پلتی ہو۔اتنی عیش والی زندگی تمھیں بس میری وجہ سے ملی ہے نا کہ تمھارے باپ کی وجہ سے۔" زینب درد سے کراہ رہی تھی لیکن وہ اس وقت بے رحم بنی تھی۔

ان کی آنکھوں میں اس وقت پیسوں کا جنون سوار تھا۔

زینب نے بے اختیار اپنا پورا زور لگا کر اپنا ہاتھ سلماء بیگم کی گرفت سے آزاد کروایا۔

پھر غصے سے چیخ پڑی۔

"نہیں چاہیے مجھے یہ عیش والی زندگی۔میں اپنے باپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ اگران کے ساتھ دووقت کی روٹی بھی نصیب ہوئی ناتو شکر کرلوں گی۔" زینب کے چیخنے پر سلماء بیگم اپنا ہوش کھو بیٹھی۔اگلے ہی پل چاروں اطراف تھپڑ کی چٹاخ کی آواز پھیلی تھی۔

زینب صدمے کی حالت میں اپنے گال پر ہاتھ رکھے سلماء بیگم کو بے یقینی سے دیکھے گئی۔

"اگر ایک اور بار تم نے یہ بات بولی تو اب کہ میں تمھارا منہ نوچ لونگی۔" وہ اس لمحے شیطان سی لگی تھی۔

زینب کے صبر کا بھی لاوا اب پھٹ چکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ چاہے مجھے مار دے یا کمرے میں بند کر دے لیکن میں اب چپ نہیں کرو گی۔ جس پیسے پر آپ کو غرور ہے نا وہ اللہ کی دین ہے اور اللہ ذرہ دیر نہیں لگاتا آپ جیسے لوگوں کی دراز اسی کو کھینچنے میں۔ اب مجھے سب سمجھ آچکا ہے کہ کیوں آپ خود بابا سے الگ ہوئی اور ساتھ مجھے بھی کیا۔" بولتے بولتے سانس پھولنے لگی تو وہ رک گئی۔ سلماء بیگم سانس روکے اسے سن رہی تھیں۔

"آپ پیسے کی بھوکی تھیں۔ اس لیے آپ نے بابا کو چھوڑ کر ان کے ہی دوست ہاشم انکل سے شادی کی۔ اور ساتھ مجھے بھی گھسیٹ لیا۔ آپ کو مجھ سے کبھی پیار نہیں تھا ۔ آپ نے بس بابا کو نیچا دکھانے کے لیے مجھے اپنے ساتھ رکھا۔ کیونکہ آپ جانتی تھی بابا میرے بغیر بکھر جائے گیں۔ اور مجھے۔۔ آپ ہمیشہ احساسِ کمتری میں مبتلا کرتی رہی۔"

وہ آج انہیں آئینہ دیکھا رہی تھی۔ سچ بیان کر رہی تھی۔

"اور میں اتنی پاگل تھی کہ آپ کی باتوں کی وجہ سے راتوں کو سو نہیں پاتی تھی۔ نہیں جانتی تھی کہ آپ مجھے ذہنی مریض بنانا چاہتی تھی۔ آپ نے کبھی مجھے اپنی بیٹی نہیں سمجھا نا پیار دیا۔ آپ بس بابا کو نیچا دکھانے کے لیے مجھے اپنے ساتھ لائی۔ آپ نے کبھی مجھے پیار سے نہیں دیکھا۔ بلکہ شاید آپ نے کبھی مجھے اپنی اولاد سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ کوئی والدین اپنی اولاد کے ساتھ وہ نہیں کرتے جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔"

وہ کہتے کہتے چپ ہو گئی تھی۔ کہنے کو بہت کچھ تھا لیکن لفظ جیسے اب ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آج اپنے باپ سے کیا ملی ہو بہت زبان چل رہی ہے۔علاج کرتی ہوں تمھارا ابھی۔"وہ اگلے ہی پل آگے بڑھیں اور زینب کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹ کر اسے اس کے کمرے کی طرف لے جانے لگی۔

زینب ڈرنے کے بجائے ڈٹی رہی۔

"آج آپ کو آپ کا خود کا بدصورت آئینہ دیکھایا ہے تو برداشت نہیں ہو رہا نا آپ سے۔بھلے میں اتنی خوبصورت نہیں لیکن آپ کی طرح میرے اندر بدصورتی نہیں بھری۔"وہ اس بار ہلک پھاڑ کر چیخی تھی۔

سلماء بیگم نے زینب کے کمرے تک پہنچ کر اس کے ہاتھ کو سختی سے موڑا۔

"کچھ دن تک بنا کھائے پیے رہو گی نا جب جا کر تمھاری عقل ٹھکانے آجائے گی۔

پھر جا کر تمھارے سر سے یہ تمھارے باپ کا بھوت اترے گا۔" کہہ کر انہوں نے غصے سے اسے کمرے میں دھکا دیا تو زینب لڑکھڑاتی ہوئی زمین پر گر پڑی۔

سلماء بیگم دروازے کو بند کر کے جا چکی تھی۔

اور زینب زمین پر وہی بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

----

www.novelsclubb.com

۔

اس کی سنجیدہ آنکھیں ٹیبل پر رکھی تصویر پر ٹکی تھی۔

آس پاس کا منظر کچھ یوں تھا کہ وہ اس وقت اپنے پرائیویٹ روم میں موجود تھا۔

سامنے ٹیبل پر بہت سی تصویریں پڑی تھی جو حمنہ کے کرائم سین سے ملی تھی۔

ہر تصویر الگ الگ اینگل سے کھینچی تھی۔

لیکن ان تصویروں میں کچھ ایسا نا تھا جو وہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حمنہ کی موت خود کشی نہیں تھی۔ ہر ایک ثبوت یہی بتا رہا تھا کہ یہ خود کشی کا کیس ہے۔

اس نے پہلے اپنے ہاتھ کی نس کاٹی اور پھر پھانسی پر لٹک کر اپنی جان لے لی۔

لیکن سیف کا دماغ یہ سب ماننے کو راضی نا تھا۔

جب حمنہ کو خود کشی کرنی ہی تھی تو سیدھا پھانسی پر لٹک کر اپنی جان دیتی ہاتھ کی نس کاٹنے کی کیا ضرورت تھی۔

ہاتھ میں پین پکڑے وہ مستقل اسے گھوما رہا تھا ساتھ ساتھ ہر ایک ایک چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی نظر ڈورا رہا تھا۔

ٹھیک اسی پل اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے دروازے پر کوڈ ڈال رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

اور پھر اگلے ہی پل دروازہ ایک مختصر آواز سے کھلا گیا۔

اندر داخل ہوتے عمر کو دیکھ کر سیف ایک بار پھر اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

عمر اس کے پاس چلا آیا۔ پھر گردن کو تھوڑا اٹھا کر نظریں ترچھی کر کے ٹیبل پر پڑی تصویروں کو دیکھا۔

"تم اب تک اسی میں الجھے ہو سیف! میرے خیال سے تمھیں اسپتال والے کیس پر کام کرنا چاہیے۔" اس نے ایک بار پھر اسے سمجھانا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"اسی پر ہی کر رہا ہوں۔ یہ مرڈر بھی اسی کیس کا ایک حصہ ہے۔" اس نے نظریں ہنوز ٹیبل پر جمائے کہا تو عمر نے ایک گہری سانس لی۔

"لیکن اس میں دیکھنے والا کیا ہے یہ سیدھا سیدھا خودکشی کا کیس ہے۔"

"مجھے ایسا لگتا ہے جیسا ہمیں دکھ رہا ہے ویسا بالکل نہیں ہے بھلا کوئی خود کو اتنی تکلیف کیوں دے گا۔اور سوچنے کی بات اس نے اپنی الٹے ہاتھ کی نس کاٹی تھی اور وہ دل سے جڑی ہوئی تھی اس کا مطلب ہوا ہے جب حمنہ نے اپنی نس کاٹی ہو گی اس میں اتنی ہمت بچی ہی نہیں ہو گی کہ وہ کرسی پر کھڑی ہو کر خود کو پھانسی چڑھائے۔ میرے مطابق اتنی اہم نس کاٹنے کے بعد انسان دو سے تین منٹ ہی ہوش میں رہ سکتا ہے"

اس کی بات میں کچھ دم تو تھا۔عمر یکدم سیدھا ہوا۔

"لیکن یہ ثبوت؟ثبوت تو جھوٹ نہیں بول سکتے نا۔" عمر نے ثبوت کی طرف اشارہ کیا۔

"بالکل جھوٹ نہیں ہو سکتے لیکن شاید جو ہمارے پاس ہیں وہ آدھے ثبوت ہیں کیونکہ یہ ثبوت تم تفتیشی ٹیم سے لائے تھے۔ کیا پتا ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی نے تفتیشی ٹیم کو کہہ دیا ہو کہ اس کیس کو خودکشی کے طور پر پیش کرنا ہے۔" عمر نے ہاتھ بڑھا کر کچھ تصویریں اٹھا کر اپنی نظروں کے سامنے کی۔ سیف نے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن ایسا کون کر سکتا ہے۔" عمر نے تصویروں کو ہی دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"جتنا مجھے لگتا ہے یہ سب اسپتال والوں نے ہی کیا ہے کیوں اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ یہ مڈر ہے تو اس سے اسپتال کا نام اور بھی خراب ہو سکتا تھا۔اور یہ کروانا اسپتال کے مالکوں کے لیے مشکل نہیں!"سیف کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ کر بولا تو عمر نے تصویر واپس رکھ دی۔

"پھر اب کیسے جانیں گے یہ سچ!"

"کچھ سوچتے ہیں لیکن مجھے پورا یقین ہے اسے خودکشی کا رخ ضرور دیا گیا ہے لیکن یہ خودکشی نہیں۔"عمر نے سر ہلایا۔

سیف اپنی نشست سے کھڑا ہوا۔

"میں چلتا ہو کل ملاقات ہو گی !" عمر کے کندھے پر ہلکا سا دباؤ دیتے ہوئے سیف نکل گیا۔ پیچھے عمران تصویروں کو اب غور سے دیکھنے لگا تھا۔

کچھ دن بعد !

ان دنوں اس کی زندگی بہت مصروف چل رہی تھی۔

گھر سے اسپتال اور اسپتال سے گھر !

بس آج کل اس کی یہی روٹین تھی۔

اور کبھی کبھی وہ اپنی اتنی سخت روٹین سے تھک بھی جاتی تھی لیکن کر کچھ نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ یہی اس کی ذمہ داری تھی۔

ہاں بالکل وہ لوگوں کی جانوں کی حفاظت اپنی ذمے داری سمجھتی تھی۔ کیونکہ جب اس کے رب نے ہی اسے اتنی بڑی ذمے داری سے نوازا تھا تو پھر وہ کیسے پیچھے ہٹ سکتی تھی۔

صبح صبح ایک اہم آپریشن تھا بس اسی لیے وہ صبح سویرے ہی گھر سے نکل آئی تھی۔

اور اب دوپہر کا ایک بجنے کو آیا تھا۔اور اب اسے شدید والی بھوک لگی تھی اس لیے اپنا رخ کینٹین کی جانب کر دیا۔

کینٹین سے ایک کافی کا مگ لے کر سینڈوچ کا آڈر کر کے جیسے ہی وہ مڑی اس کا کسی سے بہت بری طرح ٹکراؤ ہوا اتنا کہ خود گرتے گرتے بچی تھی۔

اور کافی کا کپ تو پہلے سے ہی سامنے والے کی شرٹ پر گر چکا تھا۔

لیکن سامنے والے نے بنا کافی کی پرواہ کیے بغیر اپنے مضبوط ہاتھوں سے مئیصہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر اسے گرنے سے بچالیا۔

کچھ پل گزرے تو مئیصہ کے حواس بحال ہوئے اس نے دیکھا سامنے ڈاکٹر شایان کھڑے تھے اور ان کی سیاہ شرٹ کافی سے طر تھی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں مئیصہ جی۔" شایان نے سنجیدہ لیکن نرم انداز میں پوچھا۔ مئیصہ نے ایک لمحے کے لیے شایان کو دیکھا اور پھر اگلے ہی پل اپنے ہاتھوں کو جو سامنے والے نے مضبوط سے پکڑ رکھے تھے۔

مئیصہ نے نامحسوس انداز میں اپنے ہاتھ الگ کیے۔

مئیصہ کے ہاتھوں میں ہلکا ہلکا درد سا اٹھنے لگا تھا۔

ناجانے سامنے والے کے اندر کیسی عجیب سی سختی تھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں لیکن آپ کی یہ شرٹ۔۔"مئیصہ نے اپنی نظریں اس کے چہرے سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں پر ٹکادی۔

شایان اسے مسلسل اپنی سرمئی آنکھوں سے تک رہا تھا۔

مئیصہ کو اس کا یوں بے شرموں کی طرف دیکھنا بالکل پسند نا آیا تھا۔

"نہیں میری چھوڑیں لیکن مجھے لگتا ہے آپ کے کہی لگ گئی ہے آئیں یہاں بیٹھیں میں ذرہ چیک کرو۔"شایان نے مئیصہ کو پاس رکھی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن میری وجہ سے آپ کی شرٹ خراب ہوگئی سوری۔"وہ واقعی شرمندہ تھی۔شایان بالکل دھیرے سے ہنس دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سوری کی کوئی ضرورت نہیں سیاہ شرٹ ہے اور ویسے بھی سیاہی میں بھلا کب داغ دکھا کرتے ہیں۔ سیاہ تو ایسا رنگ ہے جو ہر ایک کو اپنے اندر سما لیتا ہے۔" اسکا انداز بالکل عجیب تھا۔ اس کی سرمئی آنکھیں مستقل مئیصہ پر ٹکی تھی۔

مئیصہ ایک لمحے کے لیے اس کے لفظوں پر چونکی تھی۔

پھر سر جھٹکتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

"کیا آپ میرے ساتھ کافی پینا پسند کریں گی مئیصہ جی۔" وہ مخصوص مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولا۔

مئیصہ وہی ٹھہر گئی پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اس بار شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی در آئی تھی۔

"آپ کے ساتھ ؟"مئیصہ حیرت کا شکار ہوئی۔

"کیوں میرے ساتھ کوئی پروبلم ہے۔"شایان نے الٹا سوال داغا۔اور آخر میں خود ہی ہنس دیا۔

"اکیلی کیا ہے نا میں اجنبیوں کے ساتھ کچھ کھاتی پیتی نہیں۔"وہ صاف گوئی سے بولی۔تو شایان کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

"تو کیا میں آپ کے لیے اجنبی ہوں ؟"

"اجنبی نہیں ہے لیکن اجنبی سے کم بھی نہیں ہے !اس لیے اب ذرہ میں چلتی ہو کچھ ضروری کام ہے۔"شایان کو وہی چھوڑ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پیچھے شایان کو اس کا انداز کافی پسند آیا تھا۔

۔

صبح دیر سے اٹھنے کی وجہ سے وہ اکیلے ہی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہا تھا۔

ایک ملازمہ تھوڑے فاصلے پر کھڑی دونوں ہاتھ باندھے نظریں نیچے جھکائے کھڑی تھی۔

جبکہ ٹیبل پر طرح طرح کے لوازمات سجے تھے۔

ابھی اسے ناشتہ کرتے کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ اسے لاؤنج میں سے ہلکی ہلکی ملی جھلی آوازیں سنائی دی۔

اس کے چوڑے ماتھے پر بل اُمڈ کر سمٹے پھر کافی کے کپ کو ہاتھ میں پکڑ کر وہ کھڑا ہوا۔

اور لاؤنج کی جانب بڑھ گیا۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا زلیخا بیگم بڑے سے صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ ان کے سامنے بہت سے انویٹیشن بکھرے تھے۔

پاس ہی دو سے تین ملازمہ کھڑی زلیخا بیگم کی بات کو غور سے سن رہی تھیں۔

وہ بھی ایک صوفے پر آبیٹھا۔

وہ کچھ اس طرح بیٹھا تھا کہ اس کے دائیں جانب گلاس وال تھی جس میں سے با آسانی لان کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔

اس نے بھی اپنی آنکھیں گلاس وال پر ٹکا دی۔

لان میں مالی پھولوں کو پانی دیتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

عرشمان نے اپنی نظریں پھیر لیں۔

"جو لسٹ تم لوگوں کو دی ہے اس میں سے دھیان سے ایک ایک نام دیکھ کر لکھنا اگر ایک بھی غلطی ہوئی تو تم لوگ اپنے بڑے صاحب کو جانتی ہو۔" ملازمہ ان کی بات پر سر ہلاتی ہوئی باہر چلی گئی تو عرشمان بولا۔

"خیریت کیا چل رہا ہے یہ؟" عرشمان نے اپنا چہرہ ترچھا کر کے اپنی ماں کو دیکھا۔
زلیخا بیگم مسکرائی۔

"کچھ نہیں بس تمھارے بابا نے یہ انویٹیشنز کا کام دیا ہے وہی کر رہی ہوں۔"
عرشمان کچھ حیران ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"انویٹیشن لیکن کیوں؟" وہ کچھ اس اینگل میں بیٹھا تھا کہ گلاس وال کو چیرتی ہوئی سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔

اس کے بھورے بال دھوپ کی روشنی میں سنہرے سے معلوم ہوتے تھے۔

"ہاں وہ تم آفس جوائن کرنے والے ہو نا بس اسی خوشی میں تمھارے بابا نے ایک پارٹی رکھی ہے۔ بزنس کے لوگ بھی ہوں گے اور کچھ ریلیٹوز۔" زلیخا بیگم کی بات پر عرشمان کے چہرے کے تاثرات بگڑے۔

"اُف! حیدر میر اور ان کے پیسوں کی نمائش!" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"ویسے ماں یہ کوئی بات نہیں ہے پارٹی رکھنے کی دنیا میں ایسے ہزاروں لوگ آفس جوائن کرتے ہے لیکن یہ چونچلے بازی نہیں کرتے کیونکہ یہ کام ہمارے باپ سر انجام دیتے ہیں۔" وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

زلیخا بیگم نرمی سے ہنس دی۔ وہ بھلا کیا ہی کہہ سکتی تھی۔

عرشان نے پاس ٹیبل پر رکھے کافی کے کپ کو دیکھا جو وہ رکھ کر پینا بھول چکا تھا۔

اس نے کپ اٹھایا اور لبوں سے لگا کر گھونٹ بھرا۔

اس کا ذائقہ بالکل شربت جیسا ہو گیا تھا۔

ٹھنڈا، کڑوا اور بے ذائقہ۔

اس کے چہرے کے زاویے بگڑے۔ اس نے کپ کو پٹخنے والے انداز میں ٹیبل پر رکھ دیا۔

پھر اس نے انویٹیشن کارڈز کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اس کے دماغ میں کچھ ابھرا۔وہ کھڑا ہوا۔اور آگے بڑھ کر کارڈز میں سے دو کارڈ اٹھا لیے۔

"یہ میں لے رہا ہوں۔اور اگر مجھے ٹائم ملا تو ضرور حیدر میر کی رکھی پارٹی میں شرکت کروں گا" وہ سنجیدہ انداز میں کہتے ہوئے کارڈ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر دھیرے دھیرے مارنے لگا۔زلیخا بیگم نے کچھ خفگی سے اسے دیکھا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا عرشمان پارٹی میں ابھی ایک ہفتہ ہے۔ایک ہفتے کے اندر اندر اپنے سارے کام نبٹا لو مجھے کچھ نہیں سننا!" وہ بھی سنجیدہ تھی۔عرشمان بس انہیں دیکھتا رہ گیا۔

"عجیب زبردستی ہے یار۔" منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ زلیخا بیگم اس کی پشت کو تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ ان کی نظروں سے اوجھل نا ہوا۔

اس کے جاتے ہی وہ پھر سے اپنے کاموں میں لگ گئی۔ جانتی تھیں وہ ان کی بات کبھی نہیں ٹالے گا۔

دنیا ادھر سے اُدھر ہو سکتی تھی لیکن عرشمان میر اپنی ماں کا کہا کبھی نہیں ٹالتا تھا۔

۔

رات کی سیاہی آسمان پر پھیل چکی تھی۔

وہ منظر ایک اندھیرے کمرے کا تھا۔ جہاں کچھ بھی دیکھنا تھوڑا مشکل سا تھا۔

کمرے میں موجود کھڑکیوں پر پردے ڈالے تھے جس کی وجہ سے کمرے میں چاند کی چاندنی اندر داخل ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

کمرے کے چاروں اطراف خاموشی سی پھیلی تھی۔ وہاں موجود ہر شے اندھیرے کی نظر تھی۔

کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ کمرے کی خاموش فضا میں خلل پیدا ہوا۔

تھوڑا غور کریں تو سمجھ آئے کہ آواز مدہم تھی شاید وہ کھڑکی کے اس پار سے آ رہی تھی۔

اور کچھ دیر کی کھٹ پھٹ کے بعد کھڑکی کا پٹ کھلا کوئی سایا سفید پردوں پر لہرایا۔

اس شخص نے پردوں کو ایک طرف کیا تو کمرے میں چاند کی چاندنی چھن کر کے اندر داخل ہوئی۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں یکدم ہی نیم روشنی سی پھیل گئی۔

چاند کی چاندنی کے بدولت اس شخص کا حلیہ واضح ہوا۔

وہ شخص سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔

چہرا سیاہ ماسک سے ڈھانپا ہوا تھا جبکہ سر پر سیاہ ہی کیپ پہن رکھی تھی۔

اس شخص کو اس نیم روشنی میں بھی دیکھنا ناممکن سا لگا تھا اس لیے اپنے ہاتھ کو پیچھے لے جا کر اس نے پیچھے جیب سے ٹارچ لائٹ نکالی۔

ٹارچ لائٹ کھولی تو ایک لکیر سی بن کر وہ سامنے دیوار پر پھیل گئی۔

www.novelsclubb.com

اب شاید اسے دیکھنے میں آسانی ہو سکتی تھی۔

اب اس شخص کی نظریں چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

چھوٹی سے چھوٹی چیز اس کی تیز نظروں سے گزر رہی تھی۔

وہ آگے بڑھا بیڈ کے دونوں اطراف لگی درازوں کو تلاشنے لگا۔

لیکن کچھ ایسا نا ملا جو اس کے لیے کام کا ہو۔

پھر وہ چلتا ہوا کمرے کے بیچ میں لگے پنکھے تک آیا۔

گردن اوپر اٹھا کر اس نے پنکھے کا تفصیلی جائزہ لیا۔

پھر گردن جھکا کر زمین پر دیکھا۔

جس جگہ وہ کھڑا تھا اس جگہ ایک سرخ دائرہ بنا تھا۔

باقی سفید ٹائل صاف شفاف پڑے تھے۔

اس نے نا محسوس انداز میں سر کو دائیں بائیں ہلایا۔اور پھر ہاتھ پیچھے لے جا کر ایک اسپرے نکالا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس اس جگہ اسپرے کرتا گیا جس پر اس کا شک تھا۔

اور پھر۔۔اگلے ہی پل سفید ٹائلوں کا رنگ تبدیل ہوا۔وہ یکدم ہی کچھ کچھ جگہ سے ہرے دکھائی دینے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

ان کی بناوٹ بالکل دھبوں جیسی تھی۔

ایسی کہ اگر ہرے کی جگہ لال رنگ کر دیا جاتا تو وہ بالکل خون کے دھبے لگتے۔

اور یہ دیکھ اس شخص کی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک اُمڈ آئی تھی۔

اس نے جلدی سے جیب سے اپنا فون نکالا اور الگ الگ اینگل سے تصویریں بنانے لگا۔

پھر اسکی نظر پاس رکھی کرسی پر پڑی۔وہ کرسی کچھ الگ لگتی تھی۔

اس نے پھر وہی عمل اس کرسی کے ساتھ کیا اور اسپرے اس پر چھڑک دیا۔

اور اگلے ہی پل کرسی پر جگہ جگہ ہرے دھبے بنا شروع ہوئے۔

اس نے اس کی بھی تصویریں لی۔

اور آخر میں اس نے مسکرا کر سر اٹھا کر پنکھے کو دیکھا تھا۔

اس کی ایک الجھن دور ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی جانے کے لیے بڑھ گیا۔

کھڑی سے نکل کر اس نے کھڑکی کے پٹ کو واپس بند کر ڈالا۔

اور ایک بار پھر کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

(جاری ہے۔)

www.novelsclubb.com